رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار
الفضل
قادیان
ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ۱؎

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پیشگی
سالانہ ...
ششماہی ...
ترسیل زر بنام منیجر الفضل

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء) میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۴ | مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء | شنبہ | مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریک ممبران اسمبلی کو بانیان مذاہب کی توہین کے انسداد کے قانون کے متعلق

(تار بنام الفضل)

۲۹ ستمبر شملہ۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب ذیل تار ارسال فرماتے ہیں:۔

تعزیرات ہند کا ترمیمی بل منتخب شدہ کمیٹی کی پیش کردہ صورت میں آج اسمبلی میں پیش ہونے والا ہے اس کی وسعت کو یقیناً منتخب شدہ کمیٹی نے محدود کر دیا ہے۔ اس لئے یہ اپنی موجودہ شکل میں بانیان مذاہب کی عزت کی موثر طریق پر حفاظت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عدالتوں کے لئے اس میں غلط فہمی میں پڑ جانے کی گنجائش ہے۔

لہٰذا حضرت امام جماعت احمدیہ نے بعض ممبران اسمبلی کو تحریک کی ہے۔ کہ وہ تجویز کریں۔ کہ اگر اس کے موجودہ صورت میں ہی پاس ہو جانے کی امید ہے۔ تو بہتر ہوگا۔ اگر اس کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کر دیا جائے۔

مدینۃ المسیح

جناب مولوی ذوالفقار علیخان صاحب ناظر اعلیٰ [illegible] سے تشریف لے آئے ہیں۔ ان کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ستمبر کے آخر میں قادیان تشریف لے آئیں گے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب کی صحت خدا کے فضل سے [illegible] کی نسبت اچھی ہے۔ آپ آجکل مرکز میں [illegible] لگے ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب اپنی لڑکی کی صحت [illegible] کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ جو [illegible] سے عارضہ تپ میں مبتلا ہے۔

جناب چوہدری ظفراللہ خانصاحب لنڈن پہونچ گئے

(تار بنام الفضل)

۱۶ ستمبر۔ ڈسکہ۔ چوہدری شکراللہ خانصاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔

الحمدللہ چوہدری ظفراللہ خانصاحب ممبر پنجاب لیجسلیٹو کونسل نے ۱۱ ستمبر ۱۹۲۷ء بخیر لنڈن پہونچنے کی تار کے ذریعہ اطلاع دی ہے احباب ان کے لئے اپنے مقصد میں کامیابی اور خیریت سے ساتھ واپسی کی دعا کریں +

بنگال پراونشل احمدیہ کانفرنس کا جلسہ

(تار بنام الفضل)

۱۲ ستمبر۔ برہمن بڑیہ سیکرٹری صاحب بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن برہمن بڑیہ سے بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں۔ بنگال پراونشل احمدیہ کانفرنس کے اجلاس ۵-۶-۷ اکتوبر احمدیہ مسجد برہمن بڑیہ ضلع ٹپرا میں منعقد ہوں گے۔ پہلے دو دن صوبہ کے مختلف حصص سے آمدہ مردوں کے لئے اور تیسرا دن مستورات کے لئے مخصوص ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سابق مبلغ انگلینڈ و جرمن بھی شمولیت فرمائیں گے۔ مذہبی لیکچروں کے علاوہ موجودہ مشکلات کے حل پر بھی تقریریں ہوں گی۔ بنگال کے احمدی احباب اس جلسہ میں ضرور شریک ہوں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں +

ہندو مسلم حالت کا آئینہ

(از جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر)

شملہ کی سربلند چوٹیوں پر انہی ایام میں جبکہ مسلمان۔ ہندو اور سکھ لیڈروں کی کانفرنس اتحاد ہو رہی تھی۔ ایک مشاعرہ بھی منعقد ہوا جس میں تینوں اقوام کے نامور اور مشہور شعراء نے اپنا اپنا کلام سنایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بذات خود معہ چند خدام رؤسا موجود شملہ اور ممبران لیجسلیٹو اسمبلی و کونسل میں سے بھی بہت سے شریک مشاعرہ ہوئے۔ اس موقعہ پر جناب خاں ذوالفقار علی خانصاحب گوہر چیف سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی حسب ذیل نظم پڑھی گئی جسے تمام معزز حاضرین نے نہایت توجہ اور مسرت سے سنا + (ایڈیٹر)

رہیگا سرزمیں میں تیرے یہ شور و فغاں کبتک
جو طاقت دشمنوں کے واسطے محفوظ رکھنا تھی
ستم ہے۔ ہو یہ خنجر آزمائی اور آپس میں
یہ پیہم خانہ جنگی ہے نشاں ضعف ارادت کا
ہے شوق ارتقا چھایا ہوا اقوام عالم پر
بتاؤ اے عزیزو! کیوں ہے یہ شوق ستمرانی
تمہاری ذلت و پستی کے افسانے زباں زد ہیں
سنوگے طعنہ ہائے غیر کب تک کچھ تو فرماؤ
ہنساؤ گے زمانہ کو کہاں تک اپنی حالت پر
تمہیں ہوش آئیگا کس دن۔ تمہیں احساس کب ہوگا
کھڑے کب تک رہوگے تم عدالت کے کٹہرے میں
یہ طوق خود پرستی تا بکے زیب گلو ہوگا
تمہیں یکجان دو قالب ہوکے رہنا کیوں نہیں آتا
حقیقت سے کروگے چشم پوشی کب تک اے یارو
وہ دن کب آئیگا جب خود محافظ اپنے تم ہوگے
یہ بے خوفی خدا سے اور یہ بیباکی مظالم میں
خدا سے دل لگا کر نور ایماں سے منور ہو

یہ خونریزی گلی کوچوں میں اے ہندوستاں کب تک
رہیگی اے مرے پیارے وہ عشرت دوستاں کب تک
چلیں گے اپنے ہی سینوں پہ یہ تیر و سناں کب تک
رہوگے تم زمانہ میں ضعیف و ناتواں کب تک
رہیگا ہم پہ اس ذلت کا لیکن سائباں کب تک
رہیگا آپ کے دلمیں یہ ذوق خونچکاں کب تک
یہ بدحالی رہیگی دوستو زیب بیاں کب تک
رہینگی گالیاں آپسمیں زیب داستاں کب تک
رکھوگے اپنے غمخواروں کی آنکھیں خونفشاں کبتک
یہ بدحالی ہے غفلت اور یہ بیہوشیاں کب تک
بھرے جائینگے تم سے جیلخانوں کے مکاں کب تک
غلامی کی رہیں گی پاؤں میں یہ بیڑیاں کب تک
سوال ہندو مسلم رہیگا درد زباں کب تک
یہ بداخلاقیاں کب تک یہ کج رفتاریاں کب تک
یہ تعزیرات پولیس کب تک یہ دربانیاں کب تک
بچائیگا تمہیں دست قضا سے آسماں کب تک
رہینگی تم پہ حاکم نفس کی تاریکیاں کب تک

تمہاری داستان غم سنے گوش فلک تا کے
تمہارے حال پر گوہر رہیگا نوحہ خواں کب تک

شملہ میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کے لیکچر

گذشتہ جمعہ (۱۰ ستمبر) شملہ میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کے دو لیکچر ہوئے۔ ایک صبح محلہ کسمٹی میں جہاں غیر احمدیوں نے اپنی ایک مسجد میں فضائل نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وعظ کرایا۔ سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ دوسرا اسی شام کو تھاسوفیکل لاج میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں انگریزی میں لیکچر ہوا۔ ہر دو جگہ سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور انہوں نے پھر ایک لیکچر کے سننے کی خواہش ظاہر کی +

محضر نامہ کی میعاد ختم ہو چکی ہے!

برادران! السلام علیکم۔ محضر نامہ کی تکمیل کے لئے ۲۱ ستمبر تک توسیع میعاد کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد دستخط کنندگان کی تعداد الفضل کی ہر اشاعت میں دی جاتی رہی ہے۔ اس سے مقصد یہ تھا۔ کہ احباب جلد توجہ کریں۔ اور ۲۱ ستمبر تک تعداد مطلوبہ پوری کردیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مقررہ تاریخ تک بھی میعاد کا پورا ہونا مشکل نظر آیا ہے۔ ۱۶ ستمبر تک دستخط کنندگان کی تعداد ۳۵۹۲۵۰ ہے۔ جس میں سے ۹۸۹ ۴۳ صرف اضلاع خمسہ کے دستخط کنندگان ہیں۔ اور باقی ۳۲۴۶۶۱ اضلاع پنجاب کے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابھی ڈیڑھ لاکھ تعداد اور مطلوب ہے۔ اس لئے موجودہ رفتار کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مرتبہ پھر توسیع میعاد کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ... کے بعد کوئی وقت نہیں دیا جائیگا۔ احباب کو فوراً توجہ کرنی چاہئے۔

(فتح محمد سیال سکرٹری صیغہ ترقی اسلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۷ء

مسلمان عورتوں کے متعلق آریوں کی ایک شرمناک سکیم

کیا مسلمان اپنی حفاظت کا انتظام نہ کریں گے

تھوڑے ہی دن ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مسلمان عورتوں اور یتیم ولا وارث بچوں کی حفاظت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی تھی۔ جن کے متعلق آریوں کے گمراہ کرنے کا خدشہ متعدد مقامات پر واقعات کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس پر دہلی کے مسلمانوں نے ایک کمیٹی بھی بنائی تھی۔ لیکن کسی اور مقام کے متعلق تاحال معلوم نہیں ہوا۔ کہ مسلمانوں نے اس بارے میں کچھ کیا ہے یا نہیں۔ مسلم قوم کا درد اور اپنی قوم کے بچوں اور عورتوں کے متعلق غیرت رکھنے والے مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر جگہ اس قسم کا انتظام کریں۔ تاکہ کوئی لاوارث عورت یا بچہ آریوں کے دام تزویر میں نہ پھنس سکے۔ اور جہاں اس قسم کا خطرہ محسوس کیا جائے وہاں فوراً مناسب انتظام کیا جا سکے۔ اس قسم کے پورے اور مکمل انتظام کا تقاضا آریوں اور ہندوؤں کے وہ منصوبے اور سازشیں بہت سختی کے ساتھ کر رہی ہیں۔ جو ان کی طرف سے کی جا رہی ہیں۔ حال میں مسلمان عورتوں کو ورغلانے کے متعلق ایک نہایت شرمناک سکیم ہندوؤں نے تیار کی ہے۔ جو "دھرم پرچار" کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ اس کا پتہ ہمعصر "دعوت" کو ان پوکو کسی ذریعہ لگ گیا جس نے اپنی ۵ راگست کی اشاعت میں اس کا ایک حصہ شائع کیا ہے۔ جو یہ ہے۔

پرچار کی دیگر تجاویز کے ساتھ لکھا ہے:۔

"سنیچر کا دان لینے والے جوتشی اکثر شہروں میں محلوں میں جا کر تیل اور دغیرہ مانگا کرتے ہیں۔ انہیں مناسب ہے کہ یہ مسلمانوں کے محلوں میں بھی جایا کریں۔ ہاتھ وغیرہ دیکھ کر یہ بھی وہی کیا کریں۔ جو دوسرے جوتشیوں کو بتایا گیا ہے۔ اگر کوئی عورت ان کے اپدیش سے راضی ہو کر ہندو بننا چاہے۔ تو اس کو ہندو سبھا یا آریہ سماج کا پتہ بتا دیں۔ اور سماج کے عہدیداروں سے بھی یہ سارا حال کہدیں۔ ایسی عورتوں کا بیاہ دوسرے شہروں کے مردوں سے ہو۔ تو بہت اچھا ہے۔ ان جوتشیوں کے اپدیش کا اثر ان پر زیادہ پڑ سکتا ہے۔ جن کے شوہر جیل میں یا پردیس میں ہیں۔ یا ایک مرد کی کئی عورتیں ہیں۔ مسلمانوں میں اکثر بڑی عمر میں لڑکیوں کے بیاہ ہوا کرتے ہیں۔ ایسی نوجوانوں پر ان کے اپدیش کا بہت جلد اثر پڑ سکتا ہے۔ اس کام میں زیادہ ہندو دھرم کے نغع ہی بنانا چاہیئے۔ کہ ہم کو ان دکھیوں کی مصیبت کا دوا کرنا ہے۔ پردے والی عورتوں کے پاس اپنے اپدیش کسی بھنگن یا دوسری نائن وغیرہ گھر میں جانے والی عورتوں کے ذریعہ بھی دینا چاہیئے۔ اگر ممکن ہو تو ان اپدیشوں کو خط کے ذریعہ بھیجتے رہے جانا چاہیئے۔ مکانوں کے گھر کی باندیاں بہت جلد اس اپدیش کو مان سکتی ہیں۔ اور ان کے ذریعہ یہ کام آسانی سے پورے ہو سکتے ہیں۔ ان باندیوں کو بیاہ کی بہت خواہش رہتی ہے۔ مسلمانوں کو جوتش سے زیادہ رمل پر اعتقاد ہے۔ رمل کے ذریعہ بھی وہی کام ہو سکتا ہے۔ جو جوتش کے ذریعہ ہوتا ہے۔ ان کو بھی مناسب ہے کہ ان بیچاریوں کو نرک سے نکالنے کی کوشش کریں۔ ان پردہ نشین قید رہنے والیوں کو کھلی ہوا میں رہنے کا ذریعہ مہیا کر دیں۔ آج کل ہندوؤں کی طرح مسلمانوں میں بھی یہ رواج پڑ گیا ہے۔ کہ جب کبھی ان کے بچے بیمار ہوتے ہیں تو وہ کسی جن یا بھوت پریت یا مسان کا خیال سمجھنے لگتے ہیں۔ ان کے علاج کیلئے کبھی سیانے بلائے جاتے ہیں عورتیں اس بات کو بھول جاتی ہیں۔ کہ کیا مناسب ہے۔ اور کیا نامناسب۔ اس لئے ہندو سیانے بھی اس کام کے لئے بلائے جاتے ہیں۔ اور ان سیانوں کو چاہیئے کہ وہ ان عورتوں کو ہندو دھرم کی بڑائی بتاتے رہیں۔ اور ہندو ہونے پر تیار کریں۔ منتروں کا بل دکھاتے ہوئے کہدیں کہ جب تک تم گائے خور رہو گی یا جب تک گائے خور کے ساتھ رہو گی۔ تب تک تم سے دیوتا ناراض رہیں گے"۔

مندرجہ بالا سطور کا ایک ایک لفظ ان ناپاک اور گندے ارادوں کا مظہر ہے۔ جو ہندو مسلمان عورتوں کے متعلق رکھتے۔ اور جن پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ اور عمل کرنا چاہتے کیا۔ نہ معلوم کہاں کہاں ان پر عمل کر رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں کیا مسلمان غفلت اور لاپرواہی کی نیند میں ہی پڑے رہیں گے اور اپنے ننگ وناموس کو فتنہ انگیز اور شر خیز ہندوؤں اور آریوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہونے دیں گے۔

ہندوؤں کے ایسے کمینہ منصوبوں کے انسداد کیلئے فوری طور پر جو کارروائی کرنی چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مسلمان مستورات کو ہندو دکانداروں اور ہندو پھیری والوں سے چھوٹی سے چھوٹی چیز خریدنے سے بھی منع کر دینا چاہیئے۔ اور انہیں اچھی طرح سمجھا دینا چاہیئے۔ کہ ہندو دکاندار اور ہندو پھیری والے ان سے مالی منافع ہی حاصل نہیں کرنا چاہتے بلکہ ان کے دین وایمان کو بھی غارت کرنے اور ان کی عزت وآبرو برباد کرنے کے درپے ہیں۔ یہ بات مستورات کے ذہن نشین کرنا مردوں کا فرض ہونا چاہیئے۔ اور پھر انہیں اس بات کی بھی نگرانی کرنی چاہیئے۔ کہ ضروریات خانگی کی خرید کہاں سے اور کس طریق پر ہوتی ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔ اگر اس بارے میں پوری احتیاط اور سعی سے کام لیا جائے۔ تو ہندوؤں اور آریوں کی شرمناک منصوبہ بازی کا بہت کچھ تدارک ہو سکتا ہے۔

علاوہ ازیں وہ ہندو جو فقیروں اور سادھوؤں کے بھیس میں پھرتے ہیں۔ انہیں اپنے دروازوں کے سامنے کھڑے ہونے تک کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ اور نہ مستورات کو ان کی باتیں سننے یا ان سے کچھ کہنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ایسے لوگ دراصل بھیڑ کے لباس میں بھیڑیے ہوتے ہیں۔ اور اب تو انہیں خاص طور پر مسلمان عورتوں کو ورغلانے کا اپدیش دیا گیا ہے۔ پس اس قسم کے تمام لوگوں سے ہر طرح محتاط رہنا چاہیئے۔ اور ہر جگہ کے مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی فتنہ انگیزیوں کے انسداد کا پورا پورا انتظام کرنا چاہیئے۔

اسی طرح ایسی عورتوں کو بھی گھروں میں نہیں آنے دینا چاہیئے جن پر پورا پورا اعتماد نہ ہو۔ اور جو دیر ینہ گھروں میں آنے جانے والی نہ ہوں۔ تاکہ آوارہ منش عورتوں کو گھروں میں آنے کا موقع نہ ملے۔ اور وہ آریوں کی آلہ کار بن کر نقصان نہ پہنچائیں۔ اسلام نے ناقابل اعتماد عورتوں کو گھروں میں آنیکی جو ممانعت کر رکھی ہے اس پر خاص طور پر عمل کرنا چاہیئے۔

اگر ان باتوں کا خیال رکھا گیا۔ تو آریہ اپنے ناپاک ارادوں میں قطعاً کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

بعض اخبار نویسوں سے گذارش

ہم متعدد بار مسلم پریس کو ہندوؤں کی اس خوفناک چال سے آگاہ کر چکے ہیں۔ جو انہوں نے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے اختیار کر رکھی ہے۔ اور ہمارا خیال تھا۔ کہ مسلمان اس کا شکار نہیں ہونگے۔ اور موقع کی نزاکت کو محسوس کریں گے۔

اگرچہ مؤقر مسلم جرائد پر آریوں کی اس چال کا اثر مطلقاً نہیں ہوا۔ مگر بعض اخبار نویس متواتر ٹھوکروں کے باوجود آریہ اخبارات کے کھودے ہوئے گڑھے میں گرنے سے نہیں بچ سکے۔ اور انہوں نے جماعت احمدیہ ایسی بے لوث خدمت اسلام کرنے والی جماعت کے خلاف چھیڑ چھاڑ شروع کر رکھی ہے۔ ہم ان سے اسلام کے نام پر اپیل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ وہ مصلحت وقت کے ماتحت مفاد اسلامی کی خاطر اس روش کو ترک کر دیں۔ اس سے یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم اعتراضات یا نکتہ چینی سے ڈرتے ہیں۔ ہم باہمی آویزش کو مقاصد اسلامی کے لئے خطرناک سمجھتے ہوئے یہ مشورہ دے رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ ایسے جرائد آئندہ محتاط رہیں گے ٭

ایک نابالغ لڑکا شدھی کی لپیٹ میں

مذہب کے معاملہ میں ہر شخص کو کامل آزادی ہے۔ اور کسی شخص کو اس کی مرضی سے اپنے مذہب میں شامل کرنا۔ یا اپنے مذہب کی تبلیغ کرنا ہمارے خیال میں ہر ایک قوم کا حق ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کیلئے قوت اور طاقت۔ رعب اور دباؤ سے کام لے۔ تو وہ مذہب اور قانون دونوں کی رو سے نہایت ہی قابل مذمت سمجھا جائیگا۔

ہم نے پچھلے دنوں ہاتھی پورہ کی اشدھی کی حقیقت واضح کرتے ہوئے بتلایا تھا۔ کہ راجہ تردا نے ایک مسلمان مسمی لال خان کے نابالغ لڑکے کو اس کے باپ کی عدم موجودگی میں کئی ایک لالچ دیکر اشدھ کر لیا تھا۔ مگر جب وہ لڑکا اپنے والد سے ملا۔ تو اس نے شدھی کو خیرباد کہدیا۔ اب تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جب لڑکا چند روز کے بعد فرخ آباد سکول میں پڑھنے کے لئے گیا۔ تو ایک آریہ سکول ماسٹر کی وساطت سے اس کو غائب کر دیا گیا۔ اور ابھی تک کچھ پتہ نہیں۔ کہ کہاں ہے۔ مختلف جگہوں پر دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ لڑکا آخری مرتبہ راجہ صاحب تردا کی کوٹھی میں گیا ہے۔ اور اس کے بعد اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ ایک نابالغ لڑکے کو اس کے والدین کی مرضی کے خلاف بلکہ خود اس کی اپنی مرضی کے خلاف اس طرح غائب کر دینا نہایت ہی شرمناک بات ہے۔ اس کے والد نے جو اس کی جدائی کیوجہ سے سخت بے چین ہے۔ حکام بالا دست کو رپورٹ کر دی ہے۔ اور پولیس مصروف تفتیش ہے۔ امید ہے کہ افسران متعلقہ نہایت دیانتداری اور سرگرمی سے کھوج لگائیں گے۔ اور جس شخص کا اس میں خاص ہاتھ ہے۔ اور جو سوسائٹی کے لئے نہایت خطرناک ہو اُسے کیفر کردار کو پہونچائینگے۔ راجہ صاحب تردا اشدھی کے شروع ہونے سے آئندہ اس قسم کے افعال میں حصہ لے رہے ہیں جن کی طرف افسرانِ بالا کو توجہ دینی چاہیئے۔ ایک دفعہ پہلے بھی ان کے آدمیوں نے ایک نو مسلم لڑکے کو ہمارے مبلغین سے زبردستی چھین کر غائب کر دیا تھا ٭

تحریکِ چھوت چھات کی غرض

سکھ اخبار "شیر پنجاب" (۱۱ ستمبر) کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہ وہ ہندوؤں سے چھوت چھات کی تحریک کو "توہم میں مبتلا کرنے کی تجویز" قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

"ہندو رہنمایان قوم ہندوؤں کو چھوت چھات کے تعصبات و توہمات سے آزاد کرانے کی فکر میں ہیں۔ اور جہانتک تعلیم یافتہ ہندوؤں کا تعلق ہے۔ وہ اس سعی میں ایک حد تک کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔ مگر خدا کی شان احمدی جماعت کے پیشوا مرزا محمود احمد صاحب مسلمانوں کو چھوت چھات کے توہم میں مبتلا کرنے کی تجاویز پیش کر رہے ہیں۔ اور ان کی جماعت علانیہ مسلمانوں کو یہ اپدیش دے رہی ہے۔ کہ غیر مسلموں بالخصوص ہندوؤں کے ہاتھ سے اشیاء خوردنی لیکر استعمال نہ کریں۔ مدعا یہ کہ مسلمان ان تمام توہمات کو اختیار کر لیں۔ جن سے ہندو آزاد ہو رہے ہیں"

معلوم ہوتا ہے۔ معاصر مذکور نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی وہ تحریریں نہیں پڑھیں۔ جن میں آپ نے مسلمانوں کو چھوت چھات کی تحریک فرمائی ہے۔ اور یونہی اس کے متعلق خامہ فرسائی شروع کر دی ہے۔ حضور نے اس تحریک کو اسی وقت تک جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ جب تک ہندو مسلمانوں سے چھوت چھات ترک نہیں کرتے۔ اگر آج ہندو صحیح معنوں میں اسے ترک کر دیں۔ تو مسلمانوں کو بھی ان کی اشیاء خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہو سکتا۔ پس یہ تحریک مسلمانوں کو چھوت چھات کے توہمات میں مبتلا کرنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہندوؤں کو ان توہمات سے نکالنے کے لئے ہے۔ اور ان ہندو رہنماؤں کو جو بقول شیر پنجاب ہندوؤں کو چھوت چھات کے تعصبات و توہمات سے آزاد کرانے کی فکر میں ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ اور آپ کے خدام کا ممنون ہونا چاہیئے۔ جو اس بارے میں ان کی امداد کر رہے ہیں ٭

ایک مجسٹریٹ اور وکیل کی حیرت انگیز بحث

چند ہی دن ہوئے۔ مولوی حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کے مقدمہ میں بعدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب لدھیانہ سرکاری وکیل نے جو بحث کی۔ اس کا کچھ حصہ ناظرین کی آگاہی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

سرکاری وکیل نے کہا۔ ۱۶ر جولائی کی تقریر میں ملزم نے کہا۔ کہ "رنگیلا رسول" کے مصنف کو قتل کر دینا چاہیئے۔ یہ الفاظ ملزم نے راجپال جیسے معزز شخص کے لئے استعمال کئے۔

عدالت:۔ راجپال معزز شخص نہیں ہے۔ مجھے اس کے متعلق شک ہے۔

سرکاری وکیل:۔ راجپال ہندوؤں میں ایک معزز شخص ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے۔ کہ ہندو قوم نے بحیثیت مجموعی اس کے فعل کو بُرا نہیں کہا۔ اور ہندو پریس اور ہندو قائدین کی جماعت کے سکوت سے یہ مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک معزز شخص تھا۔ اور اس کے خلاف ایسے الفاظ استعمال کرنے سے دو قوموں کے درمیان نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

عدالت:۔ راجپال کو سب نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

سرکاری وکیل:۔ اگر راجپال کے متعلق ہندوؤں کے یہی خیالات ہوتے۔ تو معاملات یہاں تک نہ پہونچتے۔

سرکاری وکیل:۔ ملزم نے یہ بھی کہا۔ کہ ہندو اگر ہندوستان میں رہ سکتے ہیں۔ تو صرف مسلمانوں کے رحم پر۔

عدالت:۔ ہندو بھی یہی کہتے ہیں۔

سرکاری وکیل:۔ ملزم نے کہا۔ رسول اللہ کو گالی دینے والے کی زبان کاٹ دینی چاہیئے۔

عدالت:۔ یعنی ایسے لوگوں کے منہ بند کر دینے چاہئیں۔

سرکاری وکیل:۔ ملزم نے اپنی تقریر میں یہ ارادہ ظاہر کیا۔ کہ مسلمانوں کو تمام دنیا میں اسلام کا علم بلند کرنا چاہیئے۔

عدالت:۔ میں اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں دیکھتا۔

اس بحث کے اثر میں یہ معلوم ہونے پر یقیناً بہت اضافہ ہو جائے گا۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جناب کنور رگھبیر سنگھ صاحب تھے۔ اور سرکاری وکیل سید عباس حسین شاہ صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔

ہم سرکاری وکیل صاحب کے متعلق تو کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ لیکن جناب کنور صاحب کی معاملہ فہمی اور دانشمندی کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جنہوں نے راجپال کے سے ننگ خلائق کے متعلق نہایت صاف اور واضح الفاظ میں اپنی رائے ظاہر فرمائی ٭

خطبہ جمعہ

تمام مسلم اقوام ایک ہی وقت کس طرح ترقی کر سکتی ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

۹ ستمبر ۱۹۲۷ء کو حضور نے امپریل ہوٹل شملہ کے ایک کمرہ میں یہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حسب معمول تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہر ایک بیماری کا علاج جب تک صحیح طریق پر نہ کیا جائے۔ کبھی بھی پورے طور پر شفاء نہیں ہو سکتی۔ یہی اصل انفرادی اور قومی بیماریوں کے علاج کے لئے ہے۔ اس وقت جو مسلمانوں کے لئے تکلیف اور مصیبت کے دن ہیں۔ ان تکالیف اور مصائب سے نجات ممکن نہیں جب تک صحیح طور پر علاج نہ کیا جائے۔ اور وہ صحیح علاج جو ان کو ہر قسم کے دکھوں سے شفاء دے خدا تعالےٰ کے بتائے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک خدا تعالےٰ کے بتائے ہوئے علاج اور طریقہ پر کاربند نہ ہونگے ان قومی امراض سے شفاء نہیں ہوگی۔ عام طور پر لوگوں کو یہ بھی ٹھوکر لگتی ہے۔ کہ وہ قومی اور مذہبی ترقی میں امتیاز و فرق نہیں کرتے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ صحیح اصول کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور کامیاب نہیں ہوتے قومی اور مذہبی ترقی کے اصول جُدا جُدا ہیں۔ اسلام کسی قوم کا نہیں بلکہ وہ ایک مذہب ہے۔ اور اس کے اندر بہت سی قومیں ہیں۔ اگر محض قومی اصول کو مدنظر رکھا جائے۔ تو بھی مسلمان ترقی نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ مختلف قوموں کی ترقی کے جُدا جُدا اسباب ہوتے ہیں۔ ہر ایک قوم کی ترقی کے لئے اس کے حالات اس کی ضروریات اس کی روایات و عادات اور اس کے ماحول پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر ان امور کو نظر انداز کر دیا جائے۔ تو بجائے اس قوم کی ترقی کے تنزل ہوتا ہے۔ لیکن جب ان امور پر غور کر لیا جاتا ہے۔ تو ایک نتیجہ نکل آتا ہے۔ اور ترقی کی راہوں کے لئے ایک طریق مستقیم پیدا ہو جاتا ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ اس قوم میں فلاں باتیں خصوصیاً پائی جاتی ہیں۔ جو خصوصیات قومی ہونگی۔ فلاں قومی کمزوریاں ہیں۔ جن کو دور کرنا ضروری ہے۔ کہ بغیر اس کے ترقی نہیں ہو سکتی۔ اور فلاں خوبیاں ہیں۔ جن کی تربیت سے ان میں اور بھی خوبی پیدا ہو کر ترقی کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح اس کے ماحول کو دیکھ کر ہم ان اسباب پر نظر کر سکتے ہیں۔ جو اس کی ترقی کے مؤید ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کشمیری اور افغان دو قومیں ہیں۔ انکے عادات ان کی ضروریات اور قومی خصائص جُدا جُدا ہیں۔ جس اصول پر کشمیری ترقی کر سکتے ہیں۔ پٹھان اس اصول پر ترقی نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ دونوں قوموں کے احول نے ان پر جدا جدا اثر ڈالا ہے۔ پٹھانوں کی ترقی کا سوال جب آئے گا۔ تو ان کی تربیت و اصلاح کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ ان کی خشونت اور جلد بازی میں کمی کریں۔ اور جب کشمیریوں کی ترقی کا سوال ہو تو ضروری ہوگا۔ کہ ان میں جرأت۔ خود داری۔ بہادری اور صداقت کے بیان کرنے میں دلیری کی قوت پیدا ہو۔ اگر دونوں قوموں کا علاج ایک ہی طریق پر کریں۔ تو دونوں ہی تباہ ہو جائیں گی۔ افغانوں کے لئے الگ نسخہ کی ضرورت ہے۔ اور کشمیریوں کے لئے جدا علاج درکار ہے۔ پس جب تک یہ اصول مدنظر نہ رکھا جائیگا۔ ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے۔ اسلام مذہب ہے۔ کوئی قوم نہیں۔ بلکہ وہ مختلف اقوام کو اپنے حلقہ میں رکھتا ہے۔ اسلام مشتمل ہے۔ کشمیریوں پر افغانوں پر۔ عربوں۔ مصریوں۔ ترکوں۔ چینیوں پر اور مختلف ممالک کے باشندے اس میں داخل ہیں۔ اب ہر قوم اور ملک کے مسلمانوں کے حالات ان کی ضرورتیں انکے عادات و ماحول جدا جدا ہیں۔ اس لئے بہ حیثیت قوم کے ہر قوم کی ترقی کے جدا اسباب ہونگے پس جب کہ دو قومیں بھی ایسی نہیں ہو سکتی ہیں۔ جو ایک مقررہ قانون کے ماتحت ترقی کر سکیں۔ تو ہزاروں کیونکر۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ مذہبی ترقی مذہب کے اصول پر ہو۔ قومی ترقی ممکن ہے۔ کہ مذہب کے بغیر بھی ہو سکے ایک بنگالی۔ مدراسی۔ سندھی۔ ترک۔ عرب اپنے حالات اور عادات روایات۔ اور ماحول میں ترقی کر سکتا ہے۔ مگر سب کی سب قومیں ایک ہی اصول پر ترقی کرنا چاہیں تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ وہ مذہبی اصول پر ترقی کریں۔ جب وہ مذہبی اصول کو پابندی کے ساتھ مضبوط پکڑ لیں۔ تو وہ سب کی سب ترقی کر سکیں گی۔ اس لئے کہ مذہب نے ان کو ایک ہی رنگ میں رنگ دیا ہے۔ قومی اصول پر ایک قوم ترقی کر سکتی ہے۔ بہ حیثیت مجموعی تمام مسلمان نہیں۔ یہ جدا امر ہے۔ کہ بعض اصول میں ترقی کے لئے مشترک بھی ہوں۔ چونکہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ تمام مسلمان ترقی کریں۔ اس لئے اس کے لئے ہم کو اس اصول پر کاربند ہونا چاہیئے۔ جو مذہبی ترقی کا ہے۔ مذہبی ترقی کے لئے ایک چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کو کسی دنیا کے مخصوص حالات اپنے اندر احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور وہ یقین اور ایمان ہوتا ہے۔ اقوام کی ترقی کے لئے ان اقوام کی مخصوص شکایات اور کمزوریوں کو دور کرنا ہوتا ہے اور مذہب کی ترقی کے لئے ایمان اور یقین کی ترقی کی ضرورت ہوتی ہے

یہ ایک ایسی قوت ہے۔ جو ہر چیز کو بدل سکتی ہے۔ یاد رکھو کہ ایمان دراصل اکسیر اعظم ہے۔ یہ حقیقی اکسیر کا نام ہے۔ لوگ خیالی اکسیر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جو قلب ماہیت کر دیتی ہے۔ اور ہر مرض کے لئے مفید ہے۔ لیکن میں تمہیں یقینی اکسیر کا پتہ دیتا ہوں۔ اور اسی کی طرف بلاتا ہوں۔ یہ اکسیر اکسیر ایمان ہے۔ اکسیر ایمان وہ قوت لعینہ تاثیر ہے۔ کہ ایک کشمیری کو جو اپنے ماحول اور دوسرے اسباب کے ماتحت دلیری اور جرأت کا محتاج ہو گیا ہے۔ دلیر بنا دے گی۔ اور ایک افغان کی خشونت کو رحم اور ہمدردی سے بدل دیگی۔ یہ ایمانی اکسیر ان تمام کمزوریوں کو دور کر دیتی ہے۔ جو کسی قوم میں پیدا ہو کر اس کی ذلت اور موت کا موجب ہو جاتی ہیں۔ بلکہ اس میں ایسا اثر ہے کہ وہ قوموں کو زندہ کر دیتی ہے۔ یہ یقین کہ ہم ایک ایسی بالا ہستی کو ملنے والے ہیں۔ جو اپنی قوتوں میں بے نظیر اور تمام خوبیوں کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور وہ ہماری تمام حاجتوں کو پورا کرنے والی ہے۔ تو اس ایمان سے محبت اور اس محبت میں خلوص اور پھر خلوص سے ایک تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ اور انسان کے اندر یہ جوش کام کرنے لگتا ہے۔ کہ میں اس کی صفات کے موافق اپنا کیرکٹر بنا لوں۔ جب ایمان اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور عملی قوتیں نشوونما پانے لگتی ہیں۔ تو ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ اسی ایک نسخہ سے سب کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔ بخل سخاوت سے۔ بزدلی جرأت سے۔ سختی نرمی سے ظلم عدل و انصاف سے۔ بے رحمی ہمدردی اور باہمی اعانت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور تمام رذائل دور ہو کر اخلاق فاضلہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ تمام اقوام ایک ہی وقت میں ترقی کر سکتی ہیں۔

پس مسلمانوں کی ترقی کے لئے جو اصول ضروری ہے۔ وہ ان کی مذہبی ترقی ہے۔ جس جس قدر ان میں ایمان اور یقین کی قوت ترقی کرے گی۔ اسی قدر وہ ترقی کی طرف جائیں گے۔ اور اس ایک اکسیر سے روئے زمین کے مسلمانوں کی خواہ وہ کسی قوم کے ہوں۔ ترقی ہو گی۔ یہ نسخہ سب کے لئے ہے۔ وہ کشمیری ہوں یا افغان۔ ترک ہوں یا عرب۔ مصری ہوں یا چینی۔ ہندی ہوں یا کوئی اور۔ ایمان ہی ایک اکسیر ہے۔ جو ہر تبدیلی کر سکتی ہے۔ ایمان ہی وہ قوت عطا کرتا ہے۔ جس کی نظیر نہیں۔ مسلمانوں میں اس وقت ایک قسم کی بیداری ہے اور وہ قومی ترقی کے لئے فکر مند ہیں۔ قومی ترقی ہو بھی رہی ہے۔

مگر مذہبی حیثیت سے وہ گر رہے ہیں۔ ترک ترقی کر رہے ہیں۔ لیکن مذہبی حیثیت سے ہر قدم پیچھے جا رہا ہے۔ اور وہ مصریوں اور ہندوستانیوں سے جُدا کرتا جاتا ہے۔ اسی طرح پر مصری اور ایرانی اپنے اپنے حلقہ میں ترقی کر رہے ہیں۔ لیکن اسلامی حیثیت سے وہ ایک دوسرے سے دُور ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ جب تک اسلام کی ترقی نہ ہو اور یقین اور ایمان نہ بڑھے ترقی کا قدم دور لے جا رہا ہے۔ پس قومی ترقی کی تدابیر جُدا ہیں اور مذہبی ترقی کی جُدا۔ اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے ایمان اور یہ کہ ہمارے اعمال کی بنیاد اسلام پر ہو۔ اگر اس راہ کو ہم نے اختیار نہ کیا۔ تو مسلمانوں کی ترقی نہ ہوگی۔ یہ ممکن ہے۔ ایرانیوں۔ ترکوں۔ یا مصریوں کی ترقی ہو۔ مگر وہ اسلام کی ترقی نہ ہوگی۔ جب تک مذہب کی ترقی نہ ہو۔ اور وہ مذہب اسلام کی عملی روح ہے۔ عیسائیوں کی قومی ترقی نے مذہبی ترقی کو روک دیا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ مڈل ایجز (Middle ages) میں گو ان کی دنیوی ترقی ایسی نہ تھی جو آج نظر آتی ہے۔ مگر وہ ایک لائن پر چل رہے تھے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ وہ عیسائیت کے روحانی تنزل کا زمانہ بھی تھا۔ لیکن اسلام کی ابتدائی ترقی نے روحانی اور دنیوی ترقی کا فائدہ پہنچایا۔ اس سے ظاہر اور ثابت ہے۔ کہ اسلام ایک ایسی قوت ہے۔ کہ وہ ایک ہی وقت ہر قسم کی ترقیوں کو عطا کرتا ہے پس مسلمانوں کی ترقی کا راز اسلام کی ترقی میں ہے۔ وہ خالص اسلام جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے۔ اور وہ اسلام جس کو قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ وہ اسلام جو ان تمام روایات کے خارج کرنے کے بعد رہتا ہے۔ جو یہود و نصاریٰ اسلام میں آتے وقت اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ میں اپنی جماعت کے دوستوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایسی جماعت میں داخل ہیں۔ جس نے بیڑا اٹھایا ہے۔ کہ وہ نہ صرف اسلام کو اصل حالت میں لائیں گے۔ اور ترقی دینگے بلکہ اسے بڑھائیں گے۔ وہ لوگوں کو توجہ دلائیں۔ اور مسلمانوں کے ذہن نشین کریں۔ کہ ان کی ترقی ایسی حالت میں ہوگی۔ کہ اسلامی ترقی کی روح پیدا ہو۔ مذہب کے جھوٹے نام سے کامیابی نہیں ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص قومی اور مذہبی ترقی کو ملائیگا۔ تو اس سے نقصان ہوگا۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ کہ مسلمانوں کی ترقی کا ایک اور ایک ہی طریق ہے۔ کہ اس کی بنیاد اسلام پر ہو پس اس بات کو مدنظر رکھ کر تبلیغ کریں گے۔ تو ان کی باتوں میں اثر کلام میں روحانیت اور قلب میں صفائی پیدا ہوگی۔

میں خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم قومی ترقی کو اختیار کرتے ہوئے مذہب کی ترقی میں روک نہ ہوں۔ بلکہ ہماری قومی ترقی کی بنیاد اسلام کی ترقی پر ہو۔ آمین (عرفانی)

خونی کرشن کا انتظار

بانی آریہ سماج نے اپنے پیرووں کو حسب ذیل ایدیش دیگر ملک کے خرمن امن کو جو تیلی لگائی ہے۔ وہ اس کو تباہ کئے بغیر نہ چھوڑیگی۔ آپ لکھتے ہیں۔

"دھرماتما لوگ خواہ کتنے ہی بیکس۔ کمزور اور بے ہنر کیوں نہ ہوں۔ اپنی ساری طاقت سے ان کی حفاظت۔ ترقی اور ان کے خوش کُن برتاؤ کے لئے کوشش کرے۔ اور ادھرمی خواہ سب سے بڑھ کر صاحب وسیلہ۔ نہایت طاقتور۔ اور صاحب لیاقت بھی ہو۔ تو بھی اس کی بربادی۔ تنزل اور تخریب ہمیشہ کیا کرے"
(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۰۹ طبع پنجم)

پھر دھرم اور ادھرم کی تحقیق کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"جو دھرم کو جاننے کی خواہش کریں۔ وہ بذریعہ ویدوں کے دھرم کی تحقیق کریں۔ کیونکہ دھرم اور ادھرم کی تحقیق سوائے ویدوں کے ٹھیک ٹھیک نہیں ہوسکتی" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۶)

"وید کی ہدایت سچے دھرم پر چلنے کی تحریک کرتی ہے۔ اور اسی سے سچے دھرم کا نشان ملتا ہے" (رگوید بھومکا صفحہ ۴۹)

"وید تمام علوم کا مخزن ہیں۔ انکے علم اور معرفت کے بغیر کسی کو سچا علم حاصل نہیں ہوسکتا" (رگوید بھومکا صفحہ ۱۸۲)

اب یہ حقیقت بالکل برہنہ ہو جاتی ہے۔ کہ آریہ کس رواداری سے مسلمانوں سے سلوک کرنے کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو "ادھرمی" ہوتے ہوئے ان سے کن حالات کا امیدوار رہنا چاہیئے۔ بہت حد تک برادران وطن کا روزمرہ کا معاملہ بھی اسی بات کو عیاں کر رہا ہے۔

آجکل بعض وجوہات سے مسلمانان ہند میں ایک گونہ بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور وہ تمدنی غلامی سے نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ مگر ہندو اصحاب کو یہ بات کب گوارا ہوسکتی ہے۔ اور وہ مسلمانوں کے لئے تمدنی آزادی کے کب روادار ہو سکتے ہیں۔ سچ ہے ؎

دم تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھُٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

لہٰذا آریہ بھی (کسی خاص وجہ سے) کرشن کا انتظار کر رہے ہیں۔ تاکہ وہ آکر مسلمانوں کا خاتمہ کر دے۔ حیرانی کا مقام ہے ابھی "شدھی" کی آمد آمد کا قصہ ہی ختم نہ ہوا تھا۔ اور ابھی ان کے زہریلے انفاس سے ہی بھارت ورش پاک نہ ہوئی تھی کہ آریہ اخبار "ملاپ" بڑے زور کیساتھ پرارتھنا کرتا ہے۔

"اے پریم کے اوتار! ملاپ کے دیوتا!! آ اور اسوقت فوراً آ۔ قوم کو تیری رہنمائی کی ضرورت ہے۔ سدرشن چکر سے دشمنوں کا ناش کر دے۔ رشی بھومی کو ملیچھوں سے پاک کردے۔ جیسا کہ آج بھی ایک دنیا مانتی ہے۔ آ۔ اے دنیا کے سب سے بڑے نیتی دان۔ آ۔ بھارت ورش کو تیری نیتی کی ضرورت ہے۔ کورو کشیتر کا میدان جنگ آج بھی تجھے یاد کرتا ہے" (کرشن نمبر صفحہ)

اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ کرشن کا انتظار محض اسلئے کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ آکر کورو کشیتر کا سا جنگ کریں۔ اور آریوں کے سوا سب کا صفایا کر دیں۔ تاکہ رشی بھومی (ہندوستان) غیر آریوں کے ناپاک وجود سے پاک ہو۔ کیونکہ یہ تسکین کرشن مہاراج میں تھی۔ کہ وہ جو اپنے حکم کی خلاف ورزی کرنیوالے کو موت کا ڈنڈ (سزا) دینے سے بھی نہ جھجکتے تھے" (پرتاپ صفحہ ۱۱ اگست ۱۹۲۷ء)

کیا یہ خام امید کہ خونی کرشن آکر ملک بھر میں جنگ و جدال شروع کر دیں۔ پوری ہوگی؟ اسکو تو واقعات بتلائیں گے۔ لیکن اس خواہش سے آریوں کے اندرونہ کا پتہ چل سکتا ہے۔ کہ وہ غیر آریوں کے متعلق کیا خیالات رکھتے ہیں۔ اس اقتباس میں "ملیچھوں" سے کون لوگ مراد ہیں۔ اسکے لئے حسب ذیل عبارات پڑھیئے۔

(۱) "آریہ ورت ملک کے علاوہ جو ملک ہیں۔ وے دیو دیش اور ملیچھ دیش کہلاتے ہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ ورت کے علاوہ مشرقی۔ شمال مشرقی۔ شمالی۔ شمال مغربی اور مغربی ملکوں میں رہنے والوں کا نام دیو اور ملیچھ ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۶)

(۲) محمود غزنوی کے متعلق لکھا ہے "اے مہادیو! اس ملیچھ کو تو مار ڈال" (ستیارتھ صفحہ ۱۲۴۳) (۳) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۱ پر ملیچھ بھاشا کا ترجمہ "مسلمانی زبان" کیا گیا ہے۔

ان حوالوں سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ملیچھ جن سے بھارت بھومی کو پاک کرنے کے لئے خونی کرشن کی انتظار کی جاتی ہے۔ مسلمان اور انگریز ہی ہیں۔ پس یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ آج ہندو قوم کی انتہائی خواہش مسلمانوں کا استیصال ہے۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے گا۔ اور ایسا کرشن کبھی دنیا میں پیدا نہ ہوگا۔ موعود کرشن جنگوں کا خاتمہ کرنے اور صلح کا پیغام دینے کے لئے جو آنے والا تھا۔ وہ محبت و پریم کا دیوتا آ چکا ہے۔ اور قادیان کی مقدس بستی سے اپنے گیان و معرفت کی نہریں جاری کر چکا ہے۔ اے کاش کہ آریہ اس شہزادۂ امن کو پہچانیں۔

خاکسار
ابوالعطاء اللہ دتا جالندھری

ے غالباً اسی تعلیم کی وجہ سے ہی آریہ سماجی افسران مسلمانوں کو باوجود "صاحب لیاقت" ہونے کے کسی عہدہ اور اسامی کے قابل نہیں سمجھتے۔ بلکہ بے ہنر دھرماتما کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ تو اپنے پیشوا کی تعلیم سے مجبور ہیں۔ مگر گورنمنٹ کو اس بارہ میں مسلمانوں کو "بربادی" سے بچانے کے لئے کوئی تسلی بخش انتظام کرنا چاہیئے۔ منہ

انجمن احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ ۲۹ اگست ۱۹۲۶ء بروز اتوار بمقام پرنس آف ویلز تھیٹر ہال منعقد ہوا۔ جلسہ میں حاضری ہماری توقعات سے بہت بڑھکر تھی۔ شملہ جیسی جگہ میں ہزاروں کی حاضری ایک خواب ہے۔ جو آج تک کسی نے پورا ہوتے نہیں دیکھا جلسہ گاہ میں اوسط حاضری پانسو تھی۔ جو کسی کسی وقت بڑھکر چھ سات سو تک پہنچ جاتی تھی۔ ہال جو شملہ میں قریباً سب سے بڑا ہال ہے۔ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور بعض وقت ہمیں لیکچر بند کرا کر حاضرین کو (جو کھڑے ہوتے تھے) بیٹھنے کا بندوبست کرنا پڑا۔ اس قدر حاضری آجتک ہمارے جلسوں میں کبھی نہیں ہوئی۔ اور بتایا جاتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے جلسوں میں بھی اسقدر حاضری بہت کم ہوا کرتی ہے۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اور حضرت اقدس کی دعاؤں کا نتیجہ جن سے ہم لوگ حضرت صاحب کے یہاں تشریف رکھنے کی وجہ سے بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

۱۱ بجے کے قریب جلسہ کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت اور نظم سے ہوا۔ پہلی تقریر حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کی تھی۔ آپ نے اپنے مقررہ موضوع کے مطابق بلاد غیر میں تبلیغ اسلام کے حالات نہایت دلچسپ پیرایہ میں سنائے۔ آپ نے بہت سے واقعات سنائے۔ جن میں تائید الٰہی کے کھلے کھلے نشانات تھے۔ لوگوں نے لیکچر نہایت توجہ سے سنا۔

حضرت مفتی صاحب کی تقریر کے بعد جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب ناظر اعلیٰ نے اقتصادیات پر لیکچر دیا۔ جس میں آپ نے نہایت وضاحت سے بیان فرمایا۔ کہ اگر مسلمان اسلامی تعلیم پر عمل کرنا شروع کر دیں تو اپنی اقتصادی حالت کو درست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے سب اصول بیان کر دئے ہیں۔ ڈیڑھ بجے نماز ظہر وعصر کے لئے جلسہ برخواست کیا گیا۔

دوسرا اجلاس ۲½ بجے کے قریب شروع ہوا۔ ۳ بجے سے ہی ہال میں ہجوم شروع ہو گیا۔ سب سے پہلے جناب عرفانی صاحب نے اپنا لیکچر جس کا عنوان "یورپ ایک مسلمان کے نقطہ خیال سے" تھا سنایا۔ جس میں آپ نے بتایا۔ کہ یورپ گو اعتقاداً مسلمان نہیں۔ لیکن عملاً بہت حد تک مسلمان ہے۔ مثلاً صفائی بچوں کی تربیت۔ قومی جذبہ یہ سب اسلامی تعلیمیں ہیں جن پر چلکر وہ لوگ ترقی کے معراج تک پہنچ گئے ہیں۔ اگر مسلمان بھی ان اصول پر کاربند ہوں تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ ترقی نہ کریں۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے "حالات حاضرہ کا بہترین علاج" پر نہایت مدلل لیکچر دیا۔ اس میں انہوں نے بتایا۔ کہ اس وقت مسلمانوں کی فلاح کس بات میں ہے۔ اور مسلمان قوم کس طرح ترقی کر سکتی ہے۔ لیکچر نہایت توجہ سے سنا گیا۔

ڈاکٹر مفتی صاحب کا دوسرا مضمون "فضائل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم" پر تھا۔ آپ نے اپنی مخصوص طرز میں لیکچر واقعات کے رنگ میں شروع کیا۔ اور لیکچر کے اکثر حصہ میں خوب کھلکر تبلیغ کی۔ سب کے چہروں پر خوشی کے آثار تھے بعض کو بعد میں یہ کہتے بھی سنا گیا ہے۔ کہ اگر احمدیت یہی ہے جو اس طرز پر پیش کی جاتی ہے۔ تو اس کے ماننے میں اعتراض نہیں۔ سات بجے کے قریب جلسہ بخیر وخوبی ختم ہوا۔

مقرروں کے لئے چائے وغیرہ کا انتظام خواجہ حفیظ اللہ صاحب گھڑی ساز ممبر لوکل جماعت کی طرف سے تھا۔ اس کے علاوہ دو دفعہ کے وقت خواجہ صاحب نے تمام جماعت کے ٹفن کا بندوبست کیا۔ جس کی وجہ سے وہ جماعت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ یہ جلسہ نہایت کامیاب ہوا۔ اس قدر کامیاب کہ ہماری توقعات سے بہت بڑھکر تھا یہ اللہ تعالےٰ کا فضل حضرت اقدس کی دعاؤں کے طفیل تھا دوسری جگہوں کے مقامی جلسوں سے زیادہ اسمیں خوبی یہ تھی۔ کہ سب کام حضرت اقدس کی اجازت سے ہوتے تھے۔ حضور وقتاً فوقتاً مناسب اصلاحیں ہمارے کام میں تجویز فرماتے تھے۔ اور یہی سب سے بڑی وجہ کامیابی کی ہے۔ حضور نے ہمارے جلسہ میں بہت دلچسپی لی۔ دوران جلسہ میں حضور نے اپنے کام سے مبلغوں کو اس وقت فارغ کیا۔ جبکہ حضور کے ساتھ حضور کے وہ خدام نہایت اہم امور کی سرانجام دہی میں مصروف تھے۔

خاکسار عبدالسلام عفا عنہ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شملہ

شیخ محمد عبداللہ صاحب ریڈر سیالکوٹی کی وفات

شیخ محمد عبداللہ صاحب ریڈر سیالکوٹ جو ایک نہایت مخلص اور سیالکوٹ کی جماعت کے درخشندہ رکن تھے۔ ۱۲ ستمبر بروز اتوار بوقت صبح ۶½ بجے شام لاہور میں بعارضہ ضعف قلب وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جماعت ہائے ضلع سیالکوٹ ملحقہ اضلاع کی اکثر انجمنوں کے کثیر التعداد احمدی ان کے اسم گرامی سے واقف ہونگے اور ایک بڑی جماعت مرحوم کے حالات عادات مخلصانہ سے آگاہی رکھتی ہے۔ مرحوم ایک پرجوش مخلص نیک نیت ہمدرد اور صحیح معنوں میں احمدی کہلانے کے اہل تھے۔ ان کی زندگی بیشمار خوبیوں سے معمور روشن اور زبان زد خلائق ہے۔ اکثر لوگ آپکے حلقہ بگوش رہتے تھے۔ اور مرحوم کے اخلاق ایسے اعلیٰ اور گرویدہ کن تھے۔ کہ باوجود اپنی عدیم الفرصتی کے ہر ایک کے کام آنا اور کسی کا کام کردینے کے لئے سینہ سپر ہونا دستور تھا۔ احمدی دوستوں کی مصیبت ان کو بے قرار کر دیتی تھی۔ اور ہر ممکن اور جائز کوشش کرنے میں دریغ نہ فرماتے تھے۔

مرحوم کی ملازمت سشن جج صاحب بہادر کی ریڈری عرصہ تقریباً چودہ پندرہ سال سے تھی۔ چونکہ ملازمت سخت مشقت چاہتی تھی۔ اس لئے ان کی صحت پر کئی سالوں سے اثر پڑا ہوا تھا۔ مرحوم حال میں چھٹی لیکر لاہور بغرض علاج تشریف لے گئے تھے۔ مرحوم کی تاریخ بیعت ۱۸۹۹ء ہے۔ اور اس دن سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہوئے۔ چندہ کی ادائگی ایسی باقاعدہ تھی۔ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ہر ایک ماہ کی تنخواہ میں سب سے پہلے فی الفور چندہ موعودہ یا اور کوئی چندہ خاص جو ان کے ذمہ واجب الادا ہوتا ادا کر دیتے۔

مرحوم غیرت مند احمدی تھے۔ احمدیت کے خلاف سننا بہت گراں گذرتا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے اور حقیقی عاشق جانباز تھے۔

مرحوم سشن جج کی ریڈری کے عہدہ پر رہکر ایسے دیانتدار اور صحیح معنوں میں دیانتدار مشہور تھے۔ کہ ان کے متعلق کسی کے دل میں خیال بھی نہیں گزرتا۔ کہ انہوں نے کسی طریق سے کبھی ایک حبہ بھی لیا ہو۔ نہایت بے لوث اور بے نفس اور بے غرض شخص تھے۔ جو اس لحاظ سے ایک چوٹی کے انسان تھے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہمیشہ حضرت مہدی علیہ السلام لیا کرتے تھے۔ مرحوم نے اپنی اولاد نرینہ کے متعلق یہ یادداشت لکھ رکھی تھی۔ کہ اسے دین کیلئے وقف کرتا ہوں۔ مرحوم نے ہی انجمن احمدیہ سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی۔ اور پہلے قوانین انجمن جو تجویز ہوئے اس کا اکثر حصہ مرحوم کا مرتب شدہ تھا۔ دماغی کام نہایت قابلیت اور محنت سے کرنے کے عادی تھے۔ اور سلسلہ کے لئے نہایت مفید تجویزیں اور مشورے دیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ بیعت میں داخل ہوکر کسی نہ کسی عہدہ انجمن پر ممتاز رہے۔ وفات کے وقت جنرل سیکرٹری کے ممتاز عہدہ پر متمکن تھے۔ مرحوم نے وصیت اسی وقت کردی تھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت شائع کیا تھا۔ دوستان مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کریں۔ فی الحال مرحوم امانتاً سیالکوٹ دفن کئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ دسمبر کے جلسہ پر ان کا جنازہ پہنچانے کی کوشش کی جاوے گی۔ خاکسار کو ان سے دوستی کا شرف حاصل تھا۔ جو ابتدائے زمانہ سلف سے لیکر آجتک باہمی محبت اور اخلاص سے اختتام کو پہونچا۔ خاکسار پر ان کے بیشمار احسان ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین والسلام۔ خاکسار نظام الدین از سیالکوٹ

ادائیگی چندہ خاص کی آخری تاریخ

:(۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء):

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جو تحریک چندہ خاص ۱۹۲۷ء فرمائی ہے۔ اس کی کل رقم وصول ہو جانے کے لئے حضور کا ارشاد یہ ہے کہ چندہ خاص کی کل رقم ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء تک ادا ہو جانی ضروری ہے۔

میں اس سے پیشتر ہر ایک جماعت کو اس کے وعدے اور وصولی کی اطلاع کر چکا ہوں۔ اور جن جماعتوں کے وعدے باوجود متعدد یاد دہانیوں کے موصول نہ ہوئے تھے ان کو بھی ایک رقم چندہ خاص کی مقرر کر کے اطلاع دیچکا ہوں۔ کہ ایسی جماعتیں جن کے وعدے دفتر بیت المال میں نہیں پہونچے۔ وہ اس قدر رقم چندہ خاص کی ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء تک حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ احباب جماعت سے وصول فرما دیں۔

میں اس اعلان میں چندہ خاص کے بارے میں یہ لکھنا چاہتا ہوں۔ کہ چونکہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء میں صرف ایک عشرہ باقی ہے۔ اس لئے جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اس تاریخ تک چندہ خاص کا روپیہ نہایت تن دہی سے وصول کر کے ارسال کریں۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہ چندہ عام بھی باقاعدہ اور با شرح حسب معمول ارسال فرما دیں۔ میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء کے بعد ایک فہرست احمدیہ گزٹ یا اخبار الفضل میں شائع کرنے والا ہوں۔ یہ فہرست ان جماعتوں کی ہوگی جن سے چندہ خاص ان کے وعدے یا مقررہ رقم بیت المال کے مطابق آگیا ہے۔ اور اس فہرست میں ان جماعتوں کے نام اور رقم وعدہ یا مقررہ بیت المال اور وصولی تا ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء ہوگی +

ایسی فہرست کے شائع کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ جماعتیں اپنے اپنے وعدے کے ماتحت دیکھ لیں کہ پوری پوری رقم ارسال ہو چکی ہے۔ اگر رقم میں کچھ کمی ہے۔ تو اس اعلان کے پہونچنے پر پورا کر دیں۔ تاکہ ان کا نام بھی اس فہرست میں شائع ہو جائے۔ جو جماعتیں اپنی پوری رقم ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء تک وصول نہ کر سکیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ یہ اطلاع دیں کہ رقم موعودہ چندہ خاص فلاں تاریخ تک ارسال ہوگی۔ جماعتوں کی یہ فہرست حلقہ دار ہونے کے علاوہ وصولی کی ترتیب کی لحاظ سے نمبر دار بھی ہوگی +

اس لئے یہ اعلان ایک عشرہ قبل شائع کیا جاتا ہے تاکہ جماعتیں چندہ خاص کی موعودہ رقم کے پورا کرنے کے لئے پوری جد وجہد کریں۔ اور اپنے وعدے کو حضرت اقدس کے ارشاد کے ماتحت وقت پر پورا کر سکیں۔ تاکہ ان کے نام اس فہرست میں شائع ہو سکیں۔

بالخصوص عہدہ داران جماعت اپنی جماعت کے وعدے یا مقررہ رقم کو ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء تک پورا کرنے کے لئے سعی کریں گے۔ تاکہ حضور کے منشا مبارک کو پورا کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں سے حصہ لیں۔ اور مجھے شکریہ کا موقع دیں۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کی کوششوں کو باثمر اور بامراد فرمائے۔ آمین

سب احباب کو چاہیئے کہ وعدے کی پوری رقم ۳۰ ستمبر تک اپنی جماعت کے سیکرٹری کو ادا کر دیں +

عبدالمغنی ناظر بیت المال

بیٹی کی پیدائش پر خوشی

(※)

انسانی عام فطرت یہ ہے کہ انسان بیٹی کی نسبت بیٹے کی پیدائش کے لئے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں اس فطرت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن جب انسان اللہ تعالےٰ پر ایمان لے آتا ہے۔ اور اپنے ارادوں اور خواہشوں کو اس کے حضور ڈال دیتا ہے۔ تو پھر اس کی نظر میں کوئی تفرقہ بیٹے اور بیٹی میں نہیں رہتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ عورت کی عزت کو قائم کیا گیا تھا۔ اور اس زمانہ میں زندہ درگور ہونے والی بچیوں کو رحمۃ اللعالمین نے بچایا۔ اس زمانہ حال میں عورت کی گم شدہ عزت آپ کے بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر قائم کی۔ اور آپ کے خدام لڑکی کی پیدائش پر بھی ویسی ہی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے لڑکے کی پیدائش پر۔ چنانچہ مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی جس کی اطلاع شملہ پہونچی۔ ڈاکٹر صاحب نے اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ہمرکاب خدام کو اس تقریب پر ایک پر تکلف دعوت دی اور بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اس تقریب پر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ان جذبات کا اظہار ذیل کی نظم کی صورت میں کیا +

(عرفانی از شملہ)

ڈاکٹر صاحب پہ فضلِ حضرتِ داور ہُوا
لطفِ حق صورت نما در صورتِ دختر ہُوا

آمدِ فرزند سے جوشش مسرت کم نہیں
اِس سے ظاہر ہے کہ بیٹی کا انہیں کچھ غم نہیں

شکر ہے دورِ جہالت کا اثر آیا نہیں
چین پیشانی پہ والد کی نظر آیا نہیں

قابلِ تقلید ہے بہر احبا یہ مثال
ہے مبارک آپ کی یہ دخترِ فرخندہ فال

بات تو یہ ہے اُسے بیٹی نہ کیوں محبوب ہو
جس کا محبوب خدا محبوب ہو مطلوب ہو

پیار خود کر کے دکھایا پیار سے دل بھر دئے
آپ تھے رحمت سراسر بیٹیوں کے واسطے

فضلِ حق سے آج خوش ہیں ڈاکٹر صاحب کمال
غنچۂ دل ہے شگفتہ دور ہیں رنج و ملال

تاکہ اظہارِ مسرت میں نہ رہ جائے کمی
اس لئے سب دوستوں کو آپ نے دعوت بھی دی

بھائی بہنیں جمع ہیں رونق بڑھانے کیلئے
تہنیت دینے کو اور خوشیاں منانے کیلئے

آج گویا کنگسلے گلدستۂ احباب ہے
پھوٹ پڑنے کو خوشی دل میں ہوئی بیتاب ہے

روز ہوتی ہیں میسر صحبتیں ایسی کہاں
بے تکلف میزباں ہے بے تکلف میہماں

غالباً خود آپ بھی محرم نہیں اس راز سے
آپ کی دعوت نہیں کم دعوتِ شیراز سے

حصہ وصیت میں اضافہ

(※)

(۱) ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب جنہوں نے حصہ جائداد ادا کر دیا ہوا ہے۔ مئی ۱۹۲۷ء سے اپنی آمدنی کا بھی دسواں حصہ دے رہے ہیں +

(۲) صوفی محمد یعقوب صاحب کمپونڈر شفاخانہ نور ہسپتال جنہوں نے اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی ہوئی ہے۔ اب لکھتے ہیں۔ چونکہ علاوہ اس جائداد کے میری وصیت ماہوار آمدنی کی نہیں بھی ہے۔ بدیں وجہ میں ۱/۱۰ حصہ آمد کا بھی ماہوار دیتا رہوں گا +

(۳) ڈاکٹر احمد الدین صاحب یوگنڈہ افریقہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ عاجز کی وصیت دسویں حصہ کی ہے۔ اب یکم جون ۱۹۲۷ء سے انشاء اللہ آٹھواں حصہ آمد کا ادا کرونگا۔

(۴) میاں مہرالدین صاحب چونڈہ سیالکوٹ سے لکھتے ہیں میری سابقہ وصیت صرف جائداد کی ہے۔ مگر میں اب اپنی آمدنی کا بھی دسواں حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا +

(۵) مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل ممبر انجمن کارپرداز جنکی سابقہ وصیت ۱/۱۰ حصہ ماہوار آمد کی تھی۔ مئی ۱۹۲۷ء سے ۱/۷ حصہ آمد کا ماہوار ادا کرتے رہیں گے +

ردِّ تناسخ آریہ سماج کو کھلا چیلنج

(از پنڈت آتمانند صاحب شاستری وچیپتی بانیٔ ست دھرم آگرہ)

آریہ سماج کے مذہبی قلعہ کی بنیاد مسئلہ تناسخ پر قائم ہے۔ اگر مسئلہ تناسخ کافور ہو جائے۔ تو آریہ سماجی اور ویدک قلعہ کے مسمار ہونے میں کچھ شک نہیں رہ جاتا۔ اسی لئے میں نے ویدک اوہام کی بیخ کنی کے لئے آریہ سماج کے اس بنیادی مسئلہ کی تردید و تکذیب کرنا ہی مناسب سمجھا ہے۔ کیا پنڈت کالیچرن فرا ایڈیٹر آریہ مسافر یا شریمان پنڈت رام چندر دہلوی یا پوجیہ نارائن سوامی جی میرے اعتراضات کا جواب دیکر آریہ سماج کے اس بنیادی سدھانت کی صداقت ثابت کریں گے۔

اعتراض اوّل مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ کہ بغیر ماننے مسئلہ تناسخ کے ایشور کا انصاف ثابت نہیں ہو سکتا۔ گویا پرمیشور کے انصاف کا دارومدار مسئلہ تناسخ پر اور مسئلہ تناسخ کا دارومدار پرمیشور کے انصاف پر موقوف ہونے سے پرہیر آخری دوش (التزام نقیضین) لازم آتا ہے۔ یعنے پہلے کا ثبوت دوسرے پر اور دوسرے کا بارِ ثبوت پہلے پر موقوف ہونے سے مسئلہ تناسخ کی بطالت ظاہر ہے۔

اعتراض دوئم جب موجودہ جنم سابقہ جنم کے اعمال کا نتیجہ اور سابقہ جنم اس سے قبل والے جنم کے اعمال کا نتیجہ مانا جائے۔ تو ارواح اور کرموں کو ازلی و ابدی ماننے سے انوستھا دوش یعنی التزام دور و تسلسل لاحق ہو جائے گا۔ چنانچہ بقول سوامی درشنانند سانکھیہ درشن مصنف مہرشی کپیل آچاریہ جی نے بھی ادھیائے ۱ سوکت ۵۲ میں یہی دور و تسلسل کا الزام مسئلہ تناسخ پر لگایا ہے۔ چنانچہ سانکھیہ درشن کی اصل عبارت حسب ذیل ہے۔

"न कर्मणा ऽन्य धर्मत्वादति प्रसक्तेश्च"

ارتھ۔ وید کے انکول یا مخالف کرم کرنے سے بھی بندھن روپی دکھ پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کرم کرنا بھی شریر اور جنت سے ملی ہوئی آتما کا دھرم ہے۔ دوسرے کرم شریر سے ہوگا۔ اور شریر (جسم) کرم کے پھل سے پیدا ہوتا ہے۔ تو انوستھا یعنی دور و تسلسل آ جائیگا۔ تیسرے اگر شریر کا کرم آتما کے بندھن کا ہیتو مانا جائے۔ تو پھنسے ہوئے جیو کے کرم سے مکت جیو کو بندھن ہونا ممکن ہو سکتا ہے۔ اس واسطے کرم سے بندھن پیدا نہیں ہوتا۔"

اعتراض سوئم اگر موجودہ جنم کو گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ اور گذشتہ جنم کو اس سے قبل والے جنم کے اعمال کا ثمرہ مانا جائے۔ تو صاف ثابت ہے۔ کہ ہر ایک جنم میں کئے ہوئے اعمال کا پورا پورا ثمرہ اُسی جنم میں سارا کا سارا نہیں ملتا۔ بلکہ ضرور کچھ نہ کچھ بقایا اعمال ایسا رہ جاتا ہے۔ جس کی بنا پر آیندہ جنم ہونے کا دارومدار ہوتا ہے۔ ورنہ بصورت خاتمہ اعمال کے روح کا آیندہ جنم ہونا ناممکن ہو جائیگا۔ یا بغیر اعمال سابقہ کے آیندہ جنم کا ہونا لازم آئیگا۔ جس سے یہ عقیدہ باطل ہو جائیگا کہ ہر ایک جنم سابقہ اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور جب کسی ایک بھی جنم کا بغیر سابقہ اعمال کے ہونا ثابت ہو گیا۔ تو ہر ایک جنم بھی اسی طرح بغیر سابقہ اعمال کے ہو سکتا ہے۔ اور اگر اعمال کو بقول مہرشی دیانند ازلی و ابدی مانا جائے۔ تو ان کا خاتمہ ہونا ممکن نہیں۔ اور ہر جنم میں کچھ کچھ بقایا اعمال جمع ہوتے رہنے سے اور ان کا لین دین چکتا یعنی بھگتان کبھی نہ ہونے سے پرمیشور کا انصاف ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو جتنا کرے۔ اس کو اتنا ہی پھل دینا انصاف اور کم و بیش دینا انیائے کہلاتا ہے۔

اعتراض چہارم اگر رنج و راحت کو اپنے سابقہ اعمال کا ثمرہ متصور کیا جائے۔ تو کوئی بھی شخص پاپی اور دھرماتما نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً کسی بکرے یا گائے کو جو تکلیف کسی قصائی سے اور محتاجوں کو جو آرام کسی سخی سے پہنچتا ہے۔ اگر اس تکلیف اور آرام کو بکرے یا محتاج کے سابقہ جنم کے اپنے اعمال کا ثمرہ مانا جائے۔ جس کا دینے والا ایشور ہے۔ تو اس میں قصائی کا کیا قصور اور سخی کا کون احسان؟ اور جب کوئی بھی فعل نیک و بد ہی نہ رہا۔ تو پھر نیک و بد اعمال کی بناء پر مسئلہ تناسخ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

اعتراض پنجم آریہ سماج کا عقیدہ ہے۔ کہ اعمال بغیر سزا یا جزا پائے ضائع نہیں ہوتے اور اگر دکھ سکھ کو سابقہ جنم کے اعمال کا ثمرہ مانا جائے۔ تو بیماری کی دوائیوں اور ڈاکٹروں کی فیسوں پر روپیہ برباد کرنا بیکار ہے کیونکہ بیماری جو سابقہ جنم کے اعمال کا ثمرہ ہے۔ بغیر سزا یا دکھ دیئے دور نہ ہوگی۔ اور سزا پا چکنے کے بعد خود بخود ہی دور ہو جائے گی۔ تو علاج معالجہ کرانے اور آیورویدک ہونے سے کیا فائدہ ہے۔ لیکن علاج معالجہ سے ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔ لہذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔

اعتراض ششم بقول سوامی درشنانند سانکھیہ درشن ۱۔ ۲۷ میں لکھا ہے۔ کہ جب "کاریہ کارن (علت و معلول) کا نیم نہ رہا۔ تو کسی روگ کا علاج جو نِدان یعنی کارن کے گیان کو معلوم کر کے اس کے مخالف شکتی سے کیا جاتا ہے۔ نہیں ہو سکیگا" پس اگر بیماری کے دکھ کو بھی گذشتہ جنم کے اعمال کا ثمرہ مانا جائے۔ تو چونکہ گذشتہ جنم کے اعمال کا علم نہ تو ڈاکٹر کو اور نہ ہی خود مریض کو ہے۔ لہذا مسئلہ تناسخ کی رو سے کسی بھی مرض کا علاج ناممکن ہو جانا چاہیئے لیکن لاکھوں مریضوں کو خاص خاص مرضوں کا خاص خاص علاج معالجہ ہونے سے شفا پاتے دیکھا جاتا ہے۔ لہذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔

اعتراض ہفتم اگر ہر ذی روح کی رنج و راحت کو اس کے سابقہ جنم کے اعمال کا ثمرہ مانا جائے۔ تو کسی بھی محتاج۔ مظلوم۔ مفلوج۔ اندھے وغیرہ کی مدد کرنا گویا خدا کے انصاف کی مخالفت اور اعانت مجرم کا مرتکب بننا ہے۔ لیکن باہمی امداد کے اصول پر ہر ایک محتاج کی حاجت روائی عمدہ بات ہے۔ لہذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔

اعتراض ہشتم جانداروں کے قالب یعنی اجسام اُنکے سابقہ اعمال کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اعمال یعنی کرم بغیر جسم کے نہیں کئے جا سکتے۔ اسلئے کرم کرنے سے پیشتر جسم کا ہونا لابدی ہے۔ پس جسم جو کرموں سے پیشتر موجود ہے۔ وہ کرموں کا نتیجہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہی اعتراض مہرشی کپل نے سانکھیہ درشن ادھیائے اوّل سوکت ۵۲ میں مسئلہ تناسخ کی تردید میں کیا ہے۔ کہ

"नकर्मणाऽस्यतद्धमेत्वात ९-५२" (تفسیر از سوامی درشنانند) "کرم سے بھی بندھن نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ بھی جیو اور شریر کے ملنے سے ہوتا ہے۔ اکیلا جیو کرم نہیں کر سکتا۔ اور کرم کے نہ کرنے سے سکھ دکھ روپ بھوگ جو دھرم ادھرم سے ہوتا ہے۔ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کرم سے پہلے شریر کا ہونا لازمی ہے۔ اور شریر بندھن روپ ہے۔ جو بندھن کرم سے پہلے موجود ہے۔ وہ کرم سے پیدا نہیں ہو سکتا" لہذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔

اعتراض نہم آریہ سماج کا اعتقاد ہے۔ کہ محض انسان ہی صرف کرم یونی ہے۔ اور باقی سب اجسام بھوگ یونی ہیں۔ اور کہ بقول مہرشی دیانند سرسوتی "جب زیادہ پاپ کا نتیجہ حیوان وغیرہ کے جسم میں بھگت لیتا ہے۔ تب پاپ پُن کے برابر رہ جانے کی وجہ سے انسان کے جسم میں آتا ہے" گویا انسان اپنے اعمال کا ثمرہ پانے کے لئے حیوان وغیرہ قالبوں میں جاتا اور ثمرہ پاکر پھر بعدہٗ انسانی قالب میں واپس آتا ہے۔ اب ہر موسم برسات میں یا ہر سال جتنے حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں۔ مسئلہ تناسخ کی رو سے ضروری ہے کہ وہ سب انسانوں میں سے جاتے ہوں۔ لیکن ایک ہی موسم برسات میں اتنے گھاس وغیرہ چھوٹے چھوٹے پودے۔ مینڈک۔ مچھلیاں۔ پتنگے کائی وغیرہ سبزی پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کا عشر عشیر بھی انسانوں کی تعداد دنیا میں نہیں ہے۔ ہر سال انسانی مردوں کی محدود تعداد کا تو کیا کہنا لہذا ثابت ہوا۔ کہ یہ بے شمار حشرات الارض جو ہر سال پیدا ہوتے ہیں۔ انسانوں سے نہیں آتے۔ لہذا مسئلہ تناسخ غلط ثابت ہوا۔

اگر سب لوگ عمدہ عمل کرنے والے ہو جائیں

اعتراض دہم تو عورتوں۔ گائیوں۔ گھوڑوں۔ اور مردوں کا ملنا بند ہو جائے۔ اور دنیا کا سلسلہ رک جائے۔

اعتراض یازدہم مسئلہ تناسخ کی رُو سے یہ لازمی ہے کہ جس قدر روحیں پرلے کے وقت تھیں۔ اسی قدر سرشٹی کے شروع میں ہونی چاہئیں۔ ورنہ ان کے فیصلہ و مضاف کا دورہ سپرد ہونا لازم آئیگا۔ لیکن بقول اہل ہنود آغاز میں صرف ایک برہما سے دنیا پیدا ہوئی۔ اور بقول ہرشی دیانند سرسوتی بمقام تبت چند سو یا چند ہزار یا چند لاکھ یا چند کروڑ انسان وغیرہ جاندار پیدا ہوئے۔ کیونکہ ساری دنیا کے انسانوں۔ حیوانوں۔ درختوں۔ پودوں وغیرہ کے سمانے کی گنجائش سارے ملک تبت میں نہیں ہے۔ اور پھر ان چند جانداروں سے بڑھتے بڑھتے خلقت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور کوئی بھی آریہ سماجی دوست بالیقین نہیں کہہ سکتا۔ کہ کب وہ تمام جاندار جو پرلے کے ٹھیک ما قبل تھے۔ صفحہ دنیا پر جنم لیکر آ موجود ہوں گے۔ لہٰذا ان باقیماندہ ارواح کا دورہ سپرد ہونا یا ان کے فیصلہ کا کھٹائی میں پڑے رہنے کا الزام مسئلہ تناسخ پر لاحق ہونے سے مسئلہ تناسخ کی بطالت ظاہر ہے۔

میں تمام حق پسند آریہ بھائیوں کو عموماً اور شریمان نارائن سوامی۔ شریمان پنڈت آریہ منی جی۔ شریمان پنڈت رام چندر جی دہلوی۔ شریمان پنڈت کالی چرن فرما ایڈیٹر آریہ مسافر کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اگر ان کے دل میں صداقت کی طلب ہو تو میرے ساتھ تحریری مباحثہ کر سکتے ہیں۔

معاونین اخبارات سلسلہ

(سن رائز۔ انگریزی ریویو)

عبد الحق صاحب طالب علم مدرسہ احمدیہ قادیان۔ مردان سے سن رائز کے واسطے ایک خریدار۔ محمد رفیع صاحب سب انسپکٹر پولیس لاڑکانہ سے سن رائز کے واسطے ایک خریدار۔ علی محمد صاحب فیروز پور سے سن رائز کے واسطے ایک خریدار۔ قاضی عبد اللہ صاحب قادیان۔ سن رائز کے واسطے دو خریدار۔ عبد السلام صاحب پشاور سے سن رائز کیواسطے ایک خریدار۔ ماسٹر غلام محمد صاحب قادیان سے سن رائز کیواسطے ایک خریدار۔ محمد یوسف صاحب مرزا دینوی ... خانصاحب فرزند علیخانصاحب پانچ روپیہ برائے اعانت سن رائز جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ محمد کریم خان صاحب تموگہ سے سن رائز کیواسطے ایک خریدار۔ چودھری صابر علی صاحب ٹیرا جگال سے ایک خریدار۔ سید غلام رسول صاحب سکندرا سے ایک خریدار۔ (راقم ناظم طبع و اشاعت قادیان)

علمی ادبی اور مذہبی قابل دید کتابیں

فیروز اللغات اُردو } اس میں رائج الوقت اردو کے پچاس ہزار الفاظ و محاورات ضرب الامثال اور مقولوں کے دو لاکھ سے زیادہ معنی بتائے گئے ہیں۔ اور تقریباً تمام عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت انگریزی۔ ترکی اور یونانی الفاظ جمع ہو چکے ہیں۔ جو اس وقت اُردو تحریر و تقریر میں کام دے رہے ہیں۔ چنانچہ علم دوست اہل الرائے نے اس محنت کو زبان اردو میں ایک بیش بہا اضافہ قرار دیا۔ ہز ایکسلنسی گورنر صاحب بہادر صوبہ پنجاب نے اسے اپنے نام نامی پر ڈیڈیکیٹ کرنے کی عزت عطا فرمائی اور محکمہ تعلیم کی طرف سے پانصد روپیہ کا انعام مرحمت ہوا۔ پنجاب و شمالی مغربی سرحدی صوبہ کی ٹیکسٹ بک کمیٹیوں نے اسے تمام مدارس کی سکول لائبریریز کے لئے منظور فرمایا۔ اور بمبئی و مدراس کے مدارس میں بھی تقریباً یہی مقبول ہے۔

ہر ایک اردو دان سکول ماسٹر۔ طالبان علم اور ان تمام دماغ تحقیق کے لئے جنہیں اردو میں کام کرنا پڑتا ہے۔ اس کتاب کا خریدنا بیحد ضروری ہے۔ کتاب دو حصوں میں مکمل ہوئی ہے۔ جو دونوں جلد ہیں۔ حجم ۲۲×۲۹/۸ بارہ سو صفحات (۱۲۰۰) قیمت دس روپیہ مجلد۔

فیروز اللغات عربی } اس میں سولہ ہزار سے زائد جدید و قدیم عربی کے کثیر الاستعمال الفاظ اور ان کے معانی سلیس اُردو میں بیان ہوئے ہیں۔ حجم ۱۸×۲۲/۸ کے ۴۰۰ صفحات کاغذ چکنا سفید۔ لکھائی چھپائی سب دیدہ زیب کتاب مجلد قیمت تین روپیہ (عہ)

مخزن ادب } آنریبل سر شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا کو علمی دنیا میں جو مقبولیت حاصل ہے وہ کسی معرفی کی محتاج نہیں۔ چنانچہ ان کے وہ مضامین جو مخزن میں چھپتے رہتے تھے۔ یا ان کا سفرنامہ ترکی ایسی چیزیں ہیں کہ تعلیمی دنیا نے انہیں سر آنکھوں پر اٹھا لیا۔ کہیں وہ سکول لائبریریز اور کہیں نصاب میں داخل ہیں۔ اور کہیں پرائیویٹ استعمال میں کار آمد۔ چنانچہ مختلف تقطیع کے نام سے تین حصے ساڑھے چار روپے قیمت کے۔ اگر بازار میں مل رہے ہیں۔ تو سفرنامہ تین روپیہ میں بھی ہاتھ آنا مشکل ہے۔

کارخانہ ہذا نے صاحب موصوف کی منظوری سے ان کے تمام مخزن والے اور سفرنامہ والے علمی و تاریخی مضامین کو خاص ترتیب دیکر ایک ہی جلد میں جمع کیا ہے۔ اس میں بعض ایسے مضامین بھی شامل ہیں جو پہلی مطبوعات میں موجود نہیں۔ اور ایسا ہی جبض وقتی مضامین جو خاص موقع پر زیب قرطاس ہوئے تھے۔ اور اب ملک کو ان کی ضرورت نہیں۔ الگ بھی دیئے گئے ہیں۔ غرضکہ آنریبل موصوف کے علمی مضامین کا ایک ایسا گلدستہ تیار ہو گیا ہے کہ جب دیکھئے۔ سدا بہار نظر آئیگا۔ اور ہمیشہ ہی اپنی خوبی دکھائیگا۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب نے ان ہم مذاق اہل قلم بزرگوں کے مضامین بھی ان کے آخر میں دے دئے ہیں۔ جو ایڈیٹری مخزن کے زمانہ میں ان کے علمبردار تھے۔ اور جن کی لاجواب تحریرات ادب کی جان سمجھی جاتی ہیں۔ آخری حصہ میں وہ عمدہ مدیلی نظمیں اور غزلیات وغیرہ ہیں۔ جنہیں مخزن کی روح رواں کہنا چاہیئے۔ حجم ... صفحہ تقطیع ۲۰/۸ کتاب مجلد قیمت تین روپیہ کوئی لائبریری اور علمی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ (عہ)

رموز قدرت } یہ ایک انگریزی علمی و فلسفی ناول کا ترجمہ ہے۔ جسے راجہ محمد افضل خان صاحب نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ نام کو ناول ہے۔ لیکن درحقیقت سینکڑوں سائل اور علمی نکات سائنس کا ایسا خلاصہ ہے۔ کہ جس سے کوئی سکول لائبریری اور کوئی پرائیویٹ کتب خانہ خالی نہیں رہ سکتا۔ اہل فرنگ نے بس غرض کے لئے ناول کا جامہ اختیار کیا ہے۔ وہ ایسے ہی ناولوں کے دیکھنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ حجم ... صفحہ۔ قیمت دو روپیہ (عگر)

معجزات نبوت } حضرت سید العرب والعجم احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کرامات و معجزات جنہوں نے شدید و غلیظ مخالفوں اور فاضل ادیبوں کے سر جھکا دیئے۔ معجزات کا اثر اسلام کی ترقی اور معجزات کی ضرورت اور سب پر منصفانہ تحقیق اور ثبوت۔ قیمت (عہ)

لیڈران ہند } یعنے حالی۔ محسن الملک۔ سر سید احمد خان۔ محمد علی۔ علامہ ابو الکلام آزاد۔ مہاتما گاندھی۔ تلک۔ دیانند سرسوتی۔ سر آغا خان کے مختصر حالات زندگی قیمت (۸)

تجرید بخاری عربی مترجمہ اُردو } مؤلفہ علامہ حسین بن مبارک زبیدی الحنفی (متوفی ...) صحیح بخاری کو امام بخاری علیہ الرحمتہ نے شہرت روایات ثابت کرنے کے لئے ہر مضمون کی کئی حدیثیں جمع کر دی ہیں۔ اس دشواری کو دور کرنے کے لئے علامہ حسین بن مبارک زبیدی رحمتہ اللہ علیہ نے نویں صدی ہجری میں مخصوص کر کے صحیح بخاری کی یہ تجرید تیار کی۔ اور ہر ایک مضمون کی ایک یا عمدہ ایسی حدیثوں کو منتخب ...

حدیثوں کو لیا۔ جو اس موضوع کے جملہ لوازم کو پورا کر سکیں۔ اور بجز اس کام کے لئے اور حدیث کی ضرورت نہ رہے۔ اس طرح اس کتاب کی صرف سوا دو ہزار حدیثوں میں ساری صحیح بخاری آگئی ہے۔ کتاب مذکور کے پہلے ایک مقدمہ میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور اکثر راویان تجرید کے مختصر حالات اور سوا دو ہزار حدیثوں کی نام بنام فہرست۔ پھر ایک کالم میں عربی اور بالمقابل سلیس اردو ترجمہ ہے۔ تقطیع ۲۲×۲۹/۸ حجم بارہ گیارہ سو صفحہ کاغذ چکنا سفید ولایتی۔ مجلد۔ قیمت آٹھ روپے (للعہ)

آئینہ حج } مصنفہ حاج الحرمین الشریفین حضرت سید فضل محمود صاحب بی۔ اے۔ ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر مدارس (پنجاب) اس نادر کتاب میں اس فریضہ اسلام کی وہ تمام کلی و جزوی واقفیت جمع کی گئی ہے۔ جس کی ایک حاجی اور زائر کو ضرورت ہو سکتی ہے۔ حج کے متعلق ہر قسم کے آداب اور دعائیں۔ بلکہ اس اہتم بالشان فریضہ کی تاریخ اور فلسفہ نہایت خوبی سے قلم بند ہوا ہے۔ ہر طرح کے اخراجات۔ کرایہ۔ محصول۔ خورد و نوش منازل سفر کے نام اور قیام۔ یہ تصنیف کار آمد معلومات کا گنجینہ ہے۔ تقطیع جیبی۔ قیمت (عہ)

پیغمبر اسلام } آنحضرت صلعم کی یہ مختصر سوانح عمری شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے حضرت مرزا جان جاناں صاحب شہید کی فرمائش پر ایسی جامع لکھی ہے۔ کہ کوئی ضروری بات باقی نہیں رہ گئی۔ کارخانہ ہذا نے عربی سے سلیس اردو میں ترجمہ کر دیا ہے۔ جس میں ولادت۔ رضاعت۔ اخلاق و آداب نبوت۔ ہجرت۔ معجزات۔ وفات۔ لباس۔ ازدواج مطہرات۔ غلام۔ کنیزیں۔ مویشی۔ سواری کے جانور غرضکہ تمام ضروری معاملات کے دریا کو کوزے میں بند کیا ہے۔ قیمت (عہ)

اُمہات المومنین } اس میں رسول خدا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام حرم محترم کے نام بنام صحیح حالات کے علاوہ تعدد ازدواج پر محققانہ اور منصفانہ بحثیں اور دیگر عالموں کے خیالات کے اقتباسات درج ہیں۔ قیمت (۴)

خانہ آبادی } سر کانن ڈائل کے مشہور ناول کا اردو ترجمہ خواجہ محمد افضل خان صاحب کے قلم سے مجلد (عگر)

دیوان کلیات نعتیہ سرمد } یہ وہی سرمد لاہوری ہیں جن کی دلی آرزو روضہ اقدس صلعم کے سامنے جان دینے کی تھی۔ اور جو ہو بھی پوری ہو گئی۔ اس کلیات میں وہ نعتیہ غزلیات بھی شامل ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کے روضہ مطہر کے سامنے لکھی گئی تھیں۔ حجم ۲۵۰ صفحات تقطیع ۲۰×۲۲/۸ قیمت (عہ)

دیوان فیضی فیاضی } ملک الشعراء دربار اکبری کا کلام بلاغت نظام جس کے ایک ایک شعر میں ... وحدت۔ تصوف و معارف کا ایک دریا ہے۔ کہ لہریں مارتا چلا آ رہا ہے۔ بزبان فارسی قیمت (عہ)

خصائل و شمائل نبوی } آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک اور وہ اخلاق و آداب جنہوں نے گرا پڑا دخت انسانوں کو آپ کا غلام بنا دیا تھا۔ انسانیت کے کیرکٹر کا معراج کمال اور حسن اخلاق کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا اس سے بہتر کوئی دنیا میں مشکل ہی نظر آتا ہے۔ قیمت ...

رقعات عالمگیری اردو } یعنے ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر شہنشاہ ہندوستان کے فارسی خطوط کا سلیس اردو ترجمہ جن کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ قیمت (...)

اورنگ زیب عالمگیر } محمد اورنگ زیب بہادر شہنشاہ ہندوستان کے مختصر دلچسپ اور قابل دید حالات زندگی۔ قیمت (عہ)

اکبر اعظم } جلال الدین اکبر کی مختصر سوانح عمری اور اس کے نو رتنوں کا حال۔ (عہ)

گلدستہ حکایات } مرکب و نتیجہ خیز حکایات (عہ)

چہل حدیث مترجم اردو } حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قیمت (۲)

سرگذشت } مصنفہ نواب بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ریٹائرڈ جج لاہور پنجاب۔ اس میں انسان کی فطری عظمت پر ایک محققانہ نظر ڈالی ہے۔ (عہ)

ہندوستان کی خبریں

کنگ کارنیوال کے پاس ایک ۳۲ فٹ لمبا اژدہا ہے۔ جسے جزیرہ بورنیو سے لایا گیا ہے۔ کنگ کارنیول بنارس میں کھیل دکھا رہا تھا۔ کہ یہ معلوم ہوا۔ اس اژدہے نے ۹ ماہ سے کھانا پینا ترک کر رکھا تھا۔ جب اس نے کھانا شروع کیا تو چار بکرے بیک وقت ہضم کر گیا۔ اور ابھی بھوکا نظر آتا ہے۔ اس کی جسامت آگے سے دس گنا زیادہ نظر آتی ہے۔ غذا نہ ملنے کی حالت میں اس کا وزن ۶۰۰ پونڈ تھا۔

خان پور ریاست کوٹہ کے ناظم کی عدالت سے ایک راجپوت کو اپنے چچا کو قتل کرنے کے الزام میں حبس دوام کی سزا دی گئی۔ لیکن ملزم نے محکمہ خاص میں درخواست کی کہ مجھے پھانسی کی سزا دی جائے۔ ورنہ مجھے خودکشی کرنی پڑے گی۔ چنانچہ حبس دوام کی سزا ملتوی کر کے پھانسی کی سزا کا حکم دیا گیا۔

رانچی۔ ۱۰ ستمبر۔ بہار و اڑیسہ کی کونسل کے مسلمان ارکان کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کے قیام و بقا پر زور دیا گیا ہے۔

سکھ لیگ کے اجلاس ہوشیارپور کی صدارت جناب مہاراجہ صاحب نابھ کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔

سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہوائی ڈاک کے ذریعہ سے جو خطوط وغیرہ بھیجے جاتے تھے۔ ان پر ایسے ٹکٹ نہیں لگتے تھے۔ جن سے یہ ظاہر ہو کہ یہ ہوائی ڈاک میں آئے ہیں۔ اب تمام اشیاء پر بمبئی اور کراچی میں خاص مہر لگا کرے گی۔

لاہور ۱۸ ستمبر۔ عدالت سشن میں آج سے رخصتیں ہو گئی ہیں۔ عدالت ایک ماہ کے لئے بند رہیگی۔

سکندر آباد ۱۳ ستمبر۔ ایک مولوی نے ایک مذہبی جلسہ میں اعلان کیا۔ کہ ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام نے مکہ اور مدینہ کے ان مقابر و آثار کی مرمت کے لئے جنہیں نجدیوں نے منہدم کر دیا ہے۔ تیرہ لاکھ روپیہ کے عطیہ کی منظوری دی ہے۔

توہین مذاہب کے سدباب کے لئے جو قانون مرتب کیا جا رہا ہے۔ وہ غور و بحث کے لئے مجلس منتخبہ کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اب مجلس منتظمہ کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے مجلس نے ترمیم کے بعد حسب ذیل الفاظ پیش کئے ہیں۔ جو شخص ملک معظم کی رعایا کی کسی جماعت کے مذہبی محسوسات کو مجروح کرنے کے واضح اور شرارت آمیز ارادہ سے خواہ تحریراً یا تقریراً اس جماعت کے مذہب یا مذہبی معتقدات کی توہین توہین کی کوشش کریگا۔ اسے دو سال قید یا سزائے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

موگا۔ ۱۱ ستمبر۔ ہندو ۲۴-۲۵ ستمبر کو مجلس ہندو نوجوانان کا اجلاس منعقد کرنے والے ہیں۔ پنڈت نکا رام شرما کانفرنس کے صدر ہوں گے۔

شملہ۔ ۱۴ ستمبر۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں سیٹھ گوبنداس نے اس امر پہ زور دیا۔ کہ دودھ دینے والی گائے اور ان جانوروں کو جو زراعت میں کام آتے ہیں۔ حلال کرنا ممنوع قرار پائے۔ سر محمد حبیب اللہ نے فرمایا کہ قرارداد کچھ اچھے موقع اور وقت پر پیش نہیں ہوئی ہے۔ دوسرے یہی مسئلہ مجلس اتحاد کے سامنے پیش ہے۔ پھر یہ ناقابل عمل بھی ہے۔ سیٹھ گوبنداس نے تحریک واپس لے لی ہے۔

رنگون سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ لیبن میں سٹیل برادرز کے چاول کے کارخانہ میں آگ لگ گئی چار لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔

مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۷ء کو مجلس منتظمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اجلاس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس اتفاق رائے سے اس امر پہ نہایت افسوس کرتا ہے۔ کہ محض ہندوؤں کے معاندانہ پروپیگنڈا کی وجہ سے مولانا محمد یعقوب خاں صاحب بی۔ اے بی ٹی ایڈیٹر چوہدری رحمت خانصاحب بٹر پبلشر اور شیخ معراج دین صاحب پرنٹر دی لائٹ کو زیر دفعہ ۱۵۳ الف گرفتار کیا گیا ہے یہ جلسہ گورنمنٹ کے اس فعل پر بڑے زور سے صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہندوستان بھر میں مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے زہر آلودہ پروپاگنڈا کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مقدمہ کو واپس لے لے۔ اور شرفا کو جیل خانہ میں دھکیلنے کی بجائے دیگر مؤثر ذرائع سے ملک میں امن قائم کرنے کی کوشش کرے جس کی یہ انجمن دل سے متمنی ہے۔

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ دیناج پور (بنگال) میں خوفناک قحط رونما ہوا ہے۔ مسلمان بھوکے مر رہے ہیں۔

اطلاع ملی ہے کہ ریاست خیرپور کے معاملات کی نگرانی کے لئے حکومت بمبئی نے ریاست میں ایک ناظم کے تقرر کا فیصلہ کیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب ۲۳ ستمبر کو [لاہ]ور میں پنجاب پلپ اینڈ پیپر مل کا سنگ بنیاد نصب [فرم]ائیں گے۔

شملہ۔ ۱۳ ستمبر۔ مرکزی مجالس مقننہ کے ستر سے زیادہ اراکین نے پنڈت مدن موہن مالویہ سر پرشوتم داس ٹھاکرداس، مسٹر سرینواس آئنگر اور مسٹر محمد علی جناح کی سرکردگی میں کاکوری سازش کے مقدمہ کے چار سزا یافتگان کے متعلق ایک رحم کی درخواست پر دستخط کر کے وائسرائے کی خدمت میں پیش کی ہے۔

حیدرآباد دکن۔ ۱۳ ستمبر ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام نے گجرات اور کاٹھیاواڑ کے مصیبت زدوں کی امداد کے لئے پچاس ہزار روپیہ کا گرانقدر چندہ عطا فرمایا ہے۔

امرتسر۔ ۱۳ ستمبر۔ سردار منگل سنگھ اور سردار کھڑک سنگھ ضلع لدھیانہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ انہیں انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ سے نوٹس موصول ہوا ہے جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ حدود ریاست پٹیالہ کے اندر سیاسی تقریریں کرنے سے محترز رہیں۔

احمد آباد۔ ۱۲ ستمبر۔ یہاں کل رات کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان فساد ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چند روز سے ایک مندر میں جو ایک مسجد کے قریب واقع ہے ہندو مذہبی تقریریں کرتے تھے۔ اور نماز کے اوقات میں ان تقریروں کے ساتھ ہارمونیم بجاتے تھے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ جس میں ۱۴ مسلمان اور ۶ ہندو زخمی ہوئے۔ نیز ایک مسلمان فوت ہوا۔

پونا۔ ۱۱ ستمبر۔ یہاں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ شولاپور میں سنیچر کو فرقہ وار بدامنی شروع ہوئی۔ اور تقریباً اتوار کو تمام دن جاری رہی۔ ہنگاموں کے دوران میں دو مسلمان قتل۔ اور ۵۰ مسلمان اور ہندو زخمی ہوئے۔

بمبئی ۱۲ ستمبر۔ شب یکشنبہ کو قلابہ لینڈ ملز کے ۱۶ آدمی سخت زخمی ہوئے۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس کارخانہ کے ہندو اور مسلمان ملازموں کے درمیان فساد ہو گیا۔ رات کے ساڑھے نو بجے تقریباً ۱۵۰ ہندو جو لاٹھیوں وغیرہ سے مسلح تھے۔ مسلمان ملازموں کے کوارٹروں میں گھس گئے۔ اور ان پر حملہ کر دیا۔ اور ان سے جبراً ملازمت ترک کرانے کی کوشش کی۔

کلکتہ کے دو جوہریوں کو جو سونے کی تجارت کرتے تھے دو سونے کی سلاخوں پر نیشنل بنک آف انڈیا کا جعلی نشان بنانے کے جرم میں دو دو سو روپے جرمانہ یا دو ماہ قید کی سزا ہوئی ہے۔ نیز چار پوری اور تین شکستہ سلاخیں قیمتی پانسو روپیہ بحق ملک معظم ضبط کر لی گئیں ہیں۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔ کہ ہم تو مارے گئے۔ ہمارا کچھ نہیں رہا۔ ہم محروم ہو گئے

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝

کیا تم نے کبھی اس پانی کے متعلق غور کیا ہے جو تم پیتے ہو۔ کیا تم اُسے بادل سے اُتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں۔ کیا تمہاری طاقت میں ہے کہ تم بادل سے پانی برساؤ ÷

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝

اگر ہم چاہیں تو اُس پانی کو کڑوا کر دیں۔ پھر کیوں تم شکر نہیں کرتے ÷

یہ نہایت لطیف بات بیان فرمائی۔ کفار کہتے ہیں کہ ہمیں الہامی کتاب کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنے لئے طریق فلاح و نجات خود سمجھ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ ہم سمندر کا کڑوا پانی لیتے اور میٹھا کر کے اُتارتے ہیں اگر ہم اسے میٹھا نہ کریں تو تم پی نہ سکو۔ اسی طرح دنیا کی باتیں الہام کے ذریعہ صحیح کر کے تمہارے لئے اُتارتے ہیں۔ پھر تم کیوں بُرا مناتے ہو۔ اگر تم اُس تعلیم پر۔ جو تمہاری فطرتی باتوں کو لے کر ہی تیار کی گئی ہے بُرا مناتے ہو۔ تو پھر میٹھے پانی کے اُترنے پر کیوں نہیں بُرا مناتے۔ جو سمندر کے کڑوے پانی سے تیار کیا جاتا ہے ÷

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۝

کیا تم نے کبھی آگ کے متعلق بھی غور کیا ہے جسے تم جلاتے ہو۔ کیا تم نے اس میں جلائے جانے والا درخت پیدا کیا یا ہم پیدا کرتے ہیں ہم نے اُسے مقوین کے لئے نصیحت اور متاع بنایا ÷

مُقْوِیْ۔ مصیبت زدہ کو کہتے ہیں۔ اور اُس شخص کو بھی جو جنگل میں اکیلا ہو اور اس شخص کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جس کا مال ضائع ہو گیا ہو۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں کہ وہ شخص جو جنگل میں اکیلا ہو۔ ایسے شخص کے لئے سوائے آگ کے اور کوئی بچاؤ کا ذریعہ نہیں ہوتا۔ جنگل میں آگ جلتی ہو تو درندے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝

اپنے رب کی جو بڑی عظمت والا ہے تسبیح کرو۔ رُوحانی اور جسمانی ہر قسم کے فضل اسی کی طرف سے آتے ہیں ÷

سورۃ الواقعہ رکوع سوم

(۵ جولائی ۱۹۲۷ء)

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝

ستاروں کا کثرت کے ساتھ گرنا یعنی شہب کا گرنا۔ جن کے گرنے کے وقت آسمان پر روشنی ہو جاتی ہے یہ ایک ایسا نشان ہے جو عظیم الشان انبیاء کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے کیوں خصوصیت رکھتا ہے اس کے حل کا یہ موقع نہیں۔ مگر یہ بات تمام آسمانی کتب سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ جب کسی عظیم الشان نبی کی خبر دی جاتی ہے تو اس کی علامتوں میں سے ایک ستاروں کا گرنا بھی ہے۔ عربی میں اسے شہاب کا گرنا بھی کہتے ہیں اور نجوم کا گرنا بھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مسیح ناصری کے لئے بھی خبر تھی۔ کہ اس وقت شہاب گریں گے۔ یہ انبیاء کے وقت کثرت سے گرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی کثرت سے شہب گرے۔ اسے اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں بطور شہادت پیش کرتا ہے۔ فرماتا ہے ہم تمہارے انکار کی پرواہ نہیں کرتے ہم ایسی شہادتیں پیش کریں گے۔ جو خدا کی طرف سے آنے والی صداقت کا پتہ دیں۔ ان صداقتوں میں سے ایک صداقت یہاں بیان کرتے ہیں ÷

بعض لوگ کہتے ہیں ستاروں کا گرنا معمولی بات ہے۔ یہ ایک قانون ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ پیشگوئی کے ماتحت ستاروں کا گرنا معمولی بات نہیں۔ بلکہ ایسی شہادت ہے۔ کہ جو شخص نبیوں کی تاریخ سے واقف ہو۔ وہ اسے عظیم الشان نشان سمجھے گا۔ کہا جاتا ہے۔ ہر سال اکتوبر۔ نومبر میں زیادہ شہب گرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ مگر جب نبی مبعوث ہو۔ تو اس کی بعثت کے قریب غیر معمولی کثرت سے گرتے ہیں۔ پس ہم اس قانون کو نہیں پیش کرتے۔ بلکہ اس قانون میں غیر معمولی تغیر کو پیش کرتے ہیں ہمارا سوال یہ ہے کہ اس قانون میں نبی کی بعثت کے وقت غیر معمولی تغیر کیوں پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً دنیا میں موتیں ہمیشہ ہوتی ہیں مگر جب بہت سی جانیں ضائع ہوں تو کہتے ہیں غیر معمولی موتیں ہوئیں۔ قحط دنیا میں پڑتے ہیں۔ مگر جب ایک لمبا سلسلہ قحطوں کا چلا جائے۔ تو کہا جاتا ہے۔ غیر معمولی قحط پڑا۔ اسی طرح زلزلے آتے ہیں۔ مگر جب ایک مدت تک متواتر سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں۔ اب کی دفعہ غیر معمولی زلازل آئے ہیں ÷

دنیا میں قد عام طور پر پانچ چھ فٹ کا ہوتا ہے۔ مگر آٹھ فٹ کا قد اگر کسی کا ہو تو کہتے ہیں۔ فلاں کا غیر معمولی قد ہے۔ پس صرف شہب کا گرنا ہم دلیل کے طور پر پیش نہیں کرتے۔ بلکہ غیر معمولی گرنا پیش کرتے ہیں۔ بیشک اکتوبر۔ نومبر میں ہمیشہ شہب گرتے ہیں۔ مگر کسی عظیم الشان نبی کے زمانہ میں اس کثرت سے گرتے ہیں کہ دُنیا اُن پر حیران ہوتی ہے۔ چونکہ تمام انبیاء کے زمانہ بعثت کے قریب ستارے غیر معمولی طور پر گرتے ہیں۔ اس لئے شہب کے گرنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی دلیل ٹھیرایا ہے ÷

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی پیشگوئی تھی کہ آپ کے زمانہ میں بھی شہاب کثرت سے گرینگے۔ اس لئے آپ کی صداقت کے لئے بھی دلیل کے طور پر اسے پیش کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اس کثرت سے شہب گرے۔ کہ علم ہیئت والوں نے لکھا ہے کہ اس کی مثال پہلے زمانہ میں نہیں ملتی ÷

مَوَاقِعِ النُّجُوْمِ - اَلنُّجُوْمِ - ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ اور لطیف معنوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ جن سے دنیا میں روشنی پیدا کی جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کی سورتوں کو بھی نجوم کہا جاتا ہے۔

مَوَاقِع - وہ جگہیں جہاں کوئی چیز گرتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ معنی ہوئے کہ ہم اُن جگہوں کی قسم کھاتے ہیں اور اُن جگہوں کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جن پر قرآن کریم کے معارف اور علوم گرتے ہیں۔ اور وہ جگہیں قلوب ہیں۔ جن پر علوم نازل ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قرآن شریف کی سچائی کا ثبوت وہ شخص ہے۔ جس پر قرآن نازل ہُوا۔ اور پھر وہ لوگ جن پر قرآن کے حقائق کھلتے ہیں۔ آج اگر ہم سے کوئی قرآن کریم کی صداقت کا ثبوت طلب کرے تو ہم کہہ سکتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی صداقت کا ثبوت ہیں۔ آپ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس کے معارف و حقائق کے آپ کے قلب پر نازل ہونے کی وجہ سے آپ لاکھوں انسانوں کے پیشوا بن گئے۔ یہ قرآن کریم کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے کہ اس نے آپ کے اندر وہ عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا۔ کہ لاکھوں انسانوں نے آپ کی غلامی کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھا۔ اور آیندہ بھی یوں جوں زمانہ گذرتا جائے گا آپ کے غلام بڑھتے جائیں گے۔ قرآن کریم کے متعلق یہ ہمیشہ کا نشان ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ہمیشہ ایسے انسان پیدا کرتی ہے جن پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔ اور یہ ایسی شہادت ہے جو ہر زمانہ میں موجود رہتی ہے۔ بعض شہادتیں اپنے زمانہ میں تو مفید ہوتی ہیں مگر بعد میں کچھ فائدہ نہیں دے سکتیں۔ مثلاً مُردوں کا زندہ کرنا۔ اگر اصل معنوں میں ہی لیا جائے اور سمجھا جائے۔ کہ سچ مچ کسی نبی کے زمانہ میں مردے زندہ ہو گئے تھے۔ تو بھی وہ ایک دو نسلوں کے لئے نشان بن سکتے ہیں۔ بعد کی نسلوں کے لئے نشان نہیں بن سکتے۔ مگر ہر زمانہ میں ایسے انسانوں کا موجود رہنا جو قرآن کی صداقت کا ثبوت ہوں۔ ایسا نشان ہے۔ جس کی نسبت شک نہیں ہو سکتا۔ یہ زندہ ثبوت ہے اور پھر ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے۔ ہر زمانہ کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے یہ نشان موجود ہوتا ہے ہر زمانہ کے لوگ اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اگر تم سوچو۔ تو یہ شہادت عظیم الشان شہادت ہے۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ اس شہادت سے ہم ایک بات ثابت کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ قرآن بڑی عزت اور بڑی برکت والا ہے۔ یعنی اس کے اندر اتنے مضامین ہیں کہ ان کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ اور وہ ہر زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ یہ قرآن ایسے الفاظ اور ایسی عبارت میں نازل ہُوا ہے کہ جو پردوں میں پوشیدہ ہے۔ ہر زمانہ کے مطابق اس کے مضامین ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس کے معارف اور حقائق ہر زمانہ کے مناسب حال کھلتے رہتے ہیں۔ یہ اس کے کامل ہونے کا ثبوت ہے۔ مثلاً آج جو معارف قرآن کریم کے ہم پر کھلے ہیں وہ پہلے زمانہ میں نہیں کھلے تھے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ آیندہ زمانہ میں ایسے علوم نکلیں جو ہمارے ذہن میں نہیں آ سکتے۔ اس کے مطابق قرآن کریم کے ایسے علوم اُن لوگوں پر کھل سکتے ہیں۔ جو اس وقت ہم پر نہیں کھلے۔ ممکن ہے آج سے ہزاروں سال بعد ایسے نئے علوم نکل آئیں۔ کہ اس وقت ہمارے معانی معمولی معلوم ہوں۔ اس زمانہ کے مطابق اللہ تعالیٰ ایسا مامور بھیجے جو بتائے کہ اس زمانہ کے علوم کے مطابق بھی قرآن پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اس زمانہ کے مطابق اس پر قرآن کریم کے نئے معارف کھولے جائیں۔

لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ اس کو چھوتے نہیں۔ مگر مطہر لوگ۔

اس آیت کے بعض نے یہ معنے کئے ہیں۔ قرآن کو پاک ہو کر چھونا چاہیئے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بہت سے ناپاک لوگ بھی چھوتے ہیں۔ دراصل اس کے یہ معنی ہیں۔

(۱) قرآن کریم کے علوم پر سوائے پاک لوگوں کے اور کسی کو پورا تصرف حاصل نہیں ہوتا پہلے تو یہ فرمایا تھا۔ کہ ہر زمانہ کے لحاظ سے یہ کتاب مکنون ہے۔ اب فرمایا۔ اپنے زمانہ میں بھی ان کے لئے مکنون ہوتی ہے جو عارف نہ ہوں۔ جو عارف ہو اسی پر قرآن کھلتا ہے۔ مثلاً اس زمانہ میں اور بھی لوگ تھے۔ مگر جو معارف حضرت مسیح موعود پر کھولے گئے۔ یا آپ کے ذریعہ آپ کے ماننے والوں پر کھولے گئے۔ وہ اور کسی کو حاصل نہیں ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آسمان سے علوم کھولے گئے۔ پس ہر زمانہ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ جس کو چن لیتا ہے اس پر قرآن کے حقائق کھلتے ہیں۔

(۲) یہ معنی ہیں۔ کہ وہ لوگ جو خدا سے علم پانے والے ہونگے۔ وہ خدا کی طرف سے آکر قرآن کے معارف بیان کریں گے۔ مطہر سے مراد پاک لوگ ہیں۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے اُتارا گیا ہے

جو کتاب ہمیشہ ہر زمانہ کے مطابق علوم بیان کرتی ہے۔ کیا اس کتاب کے متعلق کہتے ہو کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝ کیا تم اس قرآن کریم کے متعلق مداہنت اختیار کرتے ہو۔ جس کے علوم ہمیشہ ہر زمانہ کے مطابق کھلتے رہتے ہیں مُنہ سے کہتے ہو یہ اچھی کتاب ہے۔ مگر عمل کرتے وقت کہتے ہو کہ یہ ناقابل عمل ہے۔

آجکل بھی مسلمان مُنہ سے کہتے ہیں کہ قرآن بڑی اچھی کتاب ہے مگر جب اُس پر عمل کا وقت آتا ہے تو کہتے ہیں۔ بھلا جی اس پر کوئی عمل کر سکتا ہے، بعض لوگ سود کے متعلق کہتے ہیں کہ اب سود مسلمانوں کو لینا چاہیئے۔ اس زمانہ میں قرآن کے اس حکم پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بعض پردہ کے متعلق کہتے ہیں۔ یہ احکام اس زمانہ کے لئے نہیں ہیں۔

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اور تم نے اپنا حصہ یہی بنایا ہُوا ہے۔ یعنی تم سمجھتے ہو۔ اس کے بغیر گذارہ نہیں۔ کہ قرآن کی تکذیب کرو۔

رِزْق - اس چیز کو کہتے ہیں۔ جس پر زندگی کا دارو مدار ہو۔ فرمایا تم سمجھتے ہو۔ قرآن کی تکذیب کے بغیر گذارہ نہیں۔ اگر قرآن پر چل کر ہم آرام کی زندگی بسر نہیں کر سکتے آج بعض مسلمان بھی کہتے ہیں۔ قرآن پر چل کر کس طرح دُنیا میں گذارہ ہو سکتا ہے۔

قرآن کی تعلیم پر چل کر ہم دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے +

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۙ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۙ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○

فرمایا۔ اگر گذارہ نہ بھی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں۔ تو کیا ہے۔ آخر تم نے مرنا ہی ہے۔ اور اللہ کے ساتھ تمہارا واسطہ پڑنا ہے۔ پس کیوں نہیں اس وقت کو یاد کرتے۔ جب حلقوم تک جان پہنچے گی۔ اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوگے۔ اور ہم اپنی تمام صفات کے ساتھ قریب ہونگے۔ مگر تم کو معلوم نہ ہوگا۔ اس وقت سب تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ صرف ہمارا ہی تعلق رہ جائے گا +

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۙ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

پس اگر تم خود مختار ہو اور خدا کے قانون کے ماتحت نہیں۔ تو کیوں نہیں اسے واپس لوٹا لاتے۔ یعنی مرنے کے وقت کیوں نہیں روح کو روک لیتے +

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۙ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○

اگر وہ مقربین سے ہوگا۔ خدا سے تعلق ہوگا۔ تو اس کے لئے راحت اور خوشبو اور جنت نعیم ہوگی۔ یعنی اس کا دل سرور سے بھرا ہوا ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوگا۔ خدا کے ساتھ ایسا تعلق ہوگا۔ کہ اس کی خوشبو سے دماغ معطر ہو رہا ہوگا +

رَيْحَانٌ۔ لطیف رشتہ پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ خوشبو غیر کی طرف سے آتی ہے۔ اور راحت دل سے پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا۔ نہ صرف وہ لوگ اپنی ذات میں کامل ہونگے۔ بلکہ ان کا تعلق بھی ایک کامل ذات کے ساتھ ہوگا +

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○

اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر وہ اصحاب یمین سے ہے۔ تو اُسے کہا جائے گا۔ سلامتی ہو تیرے لئے اے وہ شخص جو اصحاب یمین سے ہے۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ تجھ پر سلامتی ہو اصحاب یمین کی طرف سے یعنی موت کے وقت اُسے بشارت دی جائے گی۔ کئی لوگوں کو موت کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا اور بزرگ نظر آ جاتے ہیں +

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۙ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۙ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ○

اور اگر خدا کی طرف سے آنے والی تعلیم کا انکار کرنے والا اور گمراہ ہوگا۔ تو ایسے لوگوں کی خاطر گرم پانی۔ اور بھڑکتی ہوئی آگ سے کی جائے گی۔ اور یہ باتیں یقیناً ہو کر رہیں گی +

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○

پس اے انسان تو اپنے عظمت والے رب کی تسبیح بیان کر +

سورۃ الحدید رکوع اوّل

۶ر جولائی ۲۷ء

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب خدا کی تسبیح کرتا ہے وہ اس بات کا اظہار کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیبوں اور نقائص سے پاک ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں۔ وہ غالب ہے۔ حکمت والا ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں +

یہ تسبیح لفظی تسبیح نہیں۔ کیونکہ صرف لفظی تسبیح کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ بادشاہوں کے درباروں میں بڑے بڑے قصائد اُن کی تعریف میں پڑھے جاتے ہیں۔ مگر اُن سے اُن کی حقیقی تسبیح نہیں ہوتی۔ بلکہ بادشاہ کا اعلیٰ انتظام اس کی تسبیح ہوتی ہے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ملک کی حالت جو تسبیح کر رہی ہوتی ہے۔ اُس سے زیادہ اور کونسی چیز تسبیح کر سکتی ہے۔ پس بادشاہ کی حیثیت اور عزت ان قصائد سے نہیں بڑھتی۔ جو اس کے دربار میں پڑھے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کے انتظام سے ملک میں امن و امان قائم کرنے۔ ملک میں خوشحالی پیدا کرنے۔ اور ملک کو شاہراہ ترقی پر چلانے سے تمام ملک کا گوشہ گوشہ بلکہ شہروں اور دیہات کا محلہ محلہ اُس کی تسبیح کر رہا ہوتا ہے + اسی طرح اللہ تعالیٰ کی تسبیح دنیا کی ہر چیز کر رہی ہے۔ زمین میں دیکھو اور آسمان پر نظر ڈالو۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہی ہے۔ ہر چیز بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بالکل بے عیب ہستی ہے۔ اس کے کسی قانون میں کسی قسم کا عیب اور کوئی نقص نہیں پایا جاتا۔ اس کے بعض قوانین کو غلط ثابت کرنے کے لئے لوگ کتنا زور لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ مگر پھر بھی کوئی نقص نہیں نکال سکتا۔ ایک ایک حرکت۔ جو ہو رہی ہے۔ بلکہ سکون بھی خدا تعالےٰ کے اٹل قانون کے ماتحت ہو رہا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ ایسی ہستی کا انتظام ہے جو تمام عیبوں سے پاک ہے۔ اور اس کے انتظام میں کسی قسم کا نقص نہیں ثابت ہو سکتا +

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کئی چیزیں ایسی ہیں۔ جن کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ مثلاً بیماریاں ہیں۔ اوّل تو ہم یہ کہتے ہیں کہ بیمار انسان اپنی غلطی سے ہوتا ہے۔ بیماری اس کی اپنی غلطی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ دوسرے بیماریاں بھی خدا تعالیٰ کو بے عیب اور بے نقص ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ میرے نزدیک بیماری کے پیدا کرنے کی غرض بھی صحت ہے۔ بیماریاں خود دوسری امراض کا علاج ہوتی ہیں۔ بعض بیماریوں کے دور کرنے کے لئے اور بیماریاں پیدا کرنی پڑتی ہیں۔ بسا اوقات ڈاکٹر خود مریض میں

بخار پیدا کرتا ہے۔ نزلہ اور سر درد پیدا کرتا ہے۔ زخم پیدا کرتا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہا یہ جاتا ہے۔ کہ وہ علاج کر رہا ہے۔ مریض کو صحت کی طرف لا رہا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ صحت کے لئے کوئی مرض پیدا کرتا ہے۔ تو کیوں کہا جاتا ہے کہ وہ بے فائدہ بات کرتا ہے۔ حالانکہ درحقیقت وہ انسان کے اندر سے ہی اس کا علاج کر رہا ہوتا ہے ✤

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ ہی کی آسمان و زمین میں بادشاہت ہے۔

زمین و آسمان میں ایک ہی قانون چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کے ماتحت ایسا نظام اور قانون چل رہا ہے کہ اس میں کوئی نقص نہیں۔ زمین و آسمان کی ہر چیز ایک نظام اور ایک قانون کے ماتحت چل رہی ہے۔ جو بتاتی ہے کہ جس ہستی کے ماتحت یہ نظام قایم ہے۔ اس کی طرف کسی قسم کا نقص منسوب نہیں ہو سکتا۔ آسمان کو ہی دیکھو اس کے اوپر ہزاروں لاکھوں میل پر ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ ساتھ ہی اس کے مقابل زمین میں حرکت پیدا ہوتی ہے یہ انتظام بتاتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ ایک ہی نظام اور ایک ہی قانون کے ماتحت ہو رہا ہے۔ دو علیحدہ علیحدہ قانون نہیں ہیں۔ اور یہ ایک ذات پر دلالت کرتا ہے ✤

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اس نے دونوں قانون رکھے ہیں مارتا بھی جاتا ہے۔ اور پیدا بھی کرتا جاتا ہے۔ وہ خراب اور ناقص چیزوں کے مٹانے اور اعلیٰ اور مفید اشیاء کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے ✤

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے معنے فرمائے ہیں۔ کہ خدا اول ہے اس سے پہلے کوئی نہیں وہ آخر ہے۔ اس کے بعد کوئی نہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ اس سے اوپر کوئی چیز نہیں۔ وہ باطن ہے۔ اس سے نیچے کوئی چیز نہیں ✤

بظاہر قرآن اور رسول کریم کے قول میں اختلاف نظر آتا ہے۔ مگر درحقیقت نہیں۔ یہاں فرمایا۔ خدا ہی اول ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ اور چیز سے مراد مخلوق نہیں ہو سکتی۔ بلکہ خالق مراد ہے کہ اس سے پہلے کوئی خالق نہیں۔ اس لئے یہی معنے ہوئے۔ کہ خدا ہی اول ہے اسی طرح آخر کے متعلق جو فرمایا۔ اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ خدا پر موت وارد ہو۔ اور کوئی اور خدا کھڑا ہو جائے۔ خدا ہی آخر رہے گا۔ تو اللہ تعالےٰ ہی درحقیقت آخر ہے۔ جو خالق ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چیز آخر نہیں کہلا سکتی۔ اگر یہ مانا بھی جائے۔ کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ ہمیش چلی جائے گی۔ تب بھی آخر نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ مخلوق کے اندر ہر وقت تغیر ہو رہا ہے۔ ہر وقت اس کے ساتھ فنا لگی ہوئی ہے۔ جنت میں بیشک مومن ہمیشہ رہیں گے۔ مگر وہاں بھی وہ ہر وقت تغیر کے نیچے ہونگے۔ ان کے جسم کے ذرات فنا ہو رہے ہوں گے۔ جس طرح یہاں جسم پر ہر وقت فنا طاری ہے۔ اور نیا جسم تیار ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح وہاں جو جسم ہے۔ اس پر تغیر رہے گا ✤

پس اس آیت کے کئی معنی ہو سکتے ہیں ✤

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ۔ وہی اول ہے۔ یعنی وہی خالق ہے۔ اس کا کوئی خالق نہیں۔ اس کا کوئی بنانے والا نہیں۔ اور اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔ یعنی ہر چیز پر فنا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فنا ہونے سے پاک ہے ✤

دوسرے معنی **هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ** کے یہ ہیں۔ کہ تمام اسباب کی ابتدا بھی اللہ تعالیٰ سے شروع ہوتی ہے۔ اور انتہا بھی اسی تک پہنچتی ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ان کی انتہا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جا رہی ہے۔ جس طرح اس کی تقدیر عام جاری ہے۔ اسی طرح اسکی تقدیر خاص بھی جاری ہے۔ بسا اوقات ایک انسان ایسا نظر آتا ہے۔ کہ اس کے اندر کوئی قابلیت نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کو اعلیٰ حالت میں پہنچا دیتا ہے۔ اس کے مقابل بڑے بڑے لائق اور تعلیم یافتہ نقصان پر نقصان اٹھاتے چلے جاتے ہیں۔ پس جس طرح ہر چیز کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہی ہے۔ اسی طرح وہ فنا ہو کر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جا رہی ہے۔ دیکھو ابتدا بھی ہر چیز کی نہایت باریک ہوتی ہے۔ اور انتہا بھی باریک در باریک ہوتی جاتی ہے۔ مثلاً انسان کو ہی لے لو۔ اس کی ابتدا اس قدر باریک ہوتی ہے کہ ہماری نظریں نہیں دیکھ سکتیں۔ اسی طرح انتہا بھی باریک در باریک ہو جاتی ہے۔ پس انسان جو وراء الورار ہستی کی طرف سے آتا ہے۔ اس کی ابتدا بھی وراء الورار ہوتی ہے۔ اور اس کی انتہا بھی وراء الورار ہوتی جاتی ہے ✤

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ اس کے بھی دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ غالب ہے۔ ظاہر کے معنے غالب کے بھی ہیں ✤ اور ظاہر کے معنے ظاہر بھی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ دلائل کے لحاظ سے ظاہر ہے ✤

لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی میں شک کرتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ سب سے زیادہ ظاہر ہے۔ خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اتنا مشاہدہ ہوا ہے کہ اس کے متعلق شک کی کوئی گنجایش ہی نہیں رہی۔ وہ اپنی قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ ایسا ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ کوئی چیز ظاہر ہو ہی نہیں سکتی ✤ اور پھر مخفی بھی ایسا ہے کہ انسان اس کو خود اپنی طاقت سے معلوم نہیں کر سکتا۔ اپنی عقل سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ دوسری جگہ فرمایا ہے **لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ** ۔ کہ اس تک انسانی آنکھیں نہیں پہنچ سکتیں۔ بلکہ خدا خود اپنے آپ کو بندوں پر ظاہر کرتا ہے۔ وہ جب اپنی قدرت نمائی کرتا ہے۔ تو ایسی کرتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے ✤ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھانے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس کے مقابل ساری دنیا زور لگاتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے فیصلہ کو پورا کر کے چھوڑتا ہے۔ خدا کہتا ہے کہ بس اب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھاؤں گا۔ پھر ساری دنیا اس کے مقابل اپنا پورا زور صرف کر دیتی ہے مگر خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اٹھاتا۔ اور بلند کرتا ہے۔ بلکہ درحقیقت ابراہیمؑ کے وقت سے آپؐ کے اٹھانے کا فیصلہ کرتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے وقت کہتا ہے۔ کہ ساری دنیا کی تلواریں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل اٹھیں گی۔ مگر آخر وہی غالب رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلواروں کے نیچے اٹھتے ہیں پھر غالب آتے ہیں۔